

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

گیارہویں اسمبلی رسماتوال ریکوویشنڈ اجلاس

مباحثات 2019ء

(اجلاس منعقد 31 جنوری 2019ء برابطی 24 جمادی الاول 1440 ہجری، بروز جمعرات)

نمبر شار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	2
2	وقفہ سوالات۔	3
3	رخصت کی درخواستیں۔	58
4	مشترکہ توجہ داؤ نوؤں مجاہب محمد اکبر مینگل اور ثناء اللہ بلوج۔	59
5	مشترکہ قرارداد نمبر 30 مجاہب نصر اللہ ذیرے ، ثناء اللہ بلوج ، اختر حسین لانگو ، مولوی نور اللہ ، محمد اکبر مینگل ، زايد علی ریکی ، احمد نواز بلوج ، محترمہ شاہینہ کاکڑ ، محترمہ زینت شاہوی ، قادر علی نائل ، مکھی شام لعل ، ظائف جانسن۔ (قرارداد ترمیم کے ساتھ منظور ہوئی)	66
6	مورخہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۹ء کی اسمبلی نشست میں بلوچستان میں شدید خشک سالی اور غذا کی بحران پر باتی ماندہ بحث۔	69

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 31 جنوری 2019ء بہ طابق 24 جمادی الاول 1440 ہجری، بروز جمعرات بوقت سہ پہر
بجھر 10 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بن نجحہ، اپسکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔
میر عبدالقدوس بن نجحہ (جناب اپسکر)۔
السلام و علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن
پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَبِ وَالْمُشْرِكُونَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهَا ط أُولَئِكَ
هُمْ شُرُّ الْبَرِّيَّةِ ط إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصِّلَاةَ لَا ط أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِّيَّةِ ط
جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ط رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ط

(پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الْبیتہ آیات نمبر ۶ تا ۸)

ترجمہ: بیشک جو لوگ منکر ہوئے اہل کتاب اور مشرک ہوئے دوزخ کی آگ میں سدار ہیں اس میں، وہ لوگ ہیں سب خلق سے بدتر۔ وہ لوگ جو یقین لائے اور کیے بھلے کام وہ لوگ ہیں سب خلق سے بہتر۔ بدله ان کا ان کے رب کے یہاں باغ ہیں ہمیشہ رہنے کو نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں سدار ہیں ان میں ہمیشہ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی، یہ ملتا ہے اس کو جوڑ را اپنے رب سے۔ صدق اللہ اعظم۔

جناب اسپیکر۔ جزاک اللہ۔ حُسْنَ الْمَرْحَمَنِ الرَّحِيمِ۔ جی۔ وقفہ سوالات۔ مورخہ 29 جنوری 2019ء کی اسمبلی نشست میں مؤخر شدہ سوالات۔ انجینئر سید محمد فضل آغا آپ اپنا سوال نمبر 40 دریافت فرمائیں۔ آغا صاحب نہیں ہیں اُس کے behalf پر کوئی آپ کو وہ دیا ہے اُس نے؟۔ چلو جب تک وہ آجائے ہیں، زیادہ سوالات بھی اُس کے ہیں۔ جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 52 دریافت فرمائیں۔

ثناء اللہ بلوچ۔ سوال نمبر 52۔

52☆ جناب ثناء اللہ بلوچ رکن اسمبلی

کیا وزیر آپاٹی از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 19-2018ء کی PSDP میں نولنگ ڈیم کیلئے فنڈ مختص کی گئی ہے؟۔
 (ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کس قدر فنڈ مختص کی گئی ہے نیز اگر جواب نفی میں ہے تو مذکورہ ڈیم کیلئے فنڈ مختص نہ کرنے کی وجہات کیا ہیں۔ نیز اگر مرکزی PSDP میں مذکورہ ڈیم کیلئے فنڈ مختص کی گئی ہے تو تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر محمد آپاٹی

(الف) مالی سال 19-2018ء کی صوبائی PSDP میں نولنگ ڈیم ضلع جھل مگسی کیلئے کوئی فنڈ مختص نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) چونکہ نولنگ ڈیم ضلع جھل مگسی کی Feasibility Report اور 1-PC واپڈا نے بنایا ہے اور واپڈا ہی اس Project پر کام کر رہا ہے۔ مذکورہ ڈیم کو مرکزی PSDP 2018-19 میں سیریل نمبر 805 کے تحت شامل کیا گیا ہے۔ اور مذکورہ ڈیم کی تخمینہ لاغت 18027.091 میلین روپے ہیں۔ اور جون 2018ء تک مذکورہ ڈیم پر 428.734 میلین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور مالی سال 19-2018ء کیلئے 1800.00 میلین روپے کا فنڈ مختص کیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ جی کوئی supplementary ہے آپ کی؟۔

ثناء اللہ بلوچ۔ جی شکریہ جناب اسپیکر! اس سلسلے میں مجھے جواب دیا گیا ہے میں اُس سے مطمئن ہوں، very much thank you وزیر صاحب کے۔ صرف ایک چھوٹی سی supplementary یہ گزارش کرنی ہے۔ کیونکہ خنک سالی کے حوالے سے کل ہم نے بحث و مباحثہ کیا۔ وزیر صاحب کو ویسے ہی floor مل گیا ہے۔ تو اگر اس سلسلے میں بتا دیں آپاٹی سے متعلق بالخصوص اریکیشن سے

متعلق بلوچستان کے کچھ اضلاع کو پچھلے پانچ سالوں میں ایک ڈیم بھی نہیں ملا تھا۔ کیا حکومت بلوچستان اپنی پالیسی review کر رہی ہے کہ تاکہ جن علاقوں کو پچھلی حکومت میں 100 ڈیمز میں سے یادوسرے ڈیمز سے کچھ نہیں ملا، کیا ایسے علاقوں کو جس میں بالخصوص میرا علاقہ ضلع خاران بھی ہے جو ساڑھے 9 ہزار کلومیٹر رقبہ پر مشتمل ہے اسمیں بلوچستان کے اہم دریا جو ہیں وہاں سے بہتے ہیں تو کیا ایسی کوئی پالیسی ہے تاکہ مستقبل میں خشک سالی سے بھی نمٹا جائے اور بلوچستان میں پانی کا مسئلہ ہے اُس کو بھی حل کیا جاسکے۔ اور وفاقی حکومت سے ڈیمز سے متعلق فنڈ بھی لیا جاسکے؟ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ جی نوازدہ صاحب!

نوازدہ طارق خان گسی (وزیر حکماء آپاشی و برقيات)۔ اس میں یہ جناب اسپیکر صاحب کہ وہ مطلب prepare ہو رہا ہے۔ اُس میں ہم نے یہ کیا ہے کہ جو already جو districts ہم کو مطلب زیادہ مقدار میں ڈیمز ملے ہیں، ہم اب ان کی scrutiny کر رہے ہیں۔ اور ہماری کوشش یہی ہے جو اضلاع رہ گئے ہیں اب مطلب جوئی ہمارا 3rd phase ہے، 100 ڈیمز کا، وہ ہم ان اضلاع کو اُن میں include کریں گے کہ ایک برابری کے حساب سے اور ہر علاقے کو مطلب اُسکا benefit دیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ، جی نصر اللہ صاحب۔

نصر اللہ خان زیرے۔ جناب اسپیکر! فاضل منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ کوئی میں جو 100 ڈیمز کا project چاری ہیں، اُس حوالے سے کوئی مختصر سا update دیں گے؟۔

وزیر حکماء آپاشی و برقيات۔ جناب اسپیکر! جو ڈیمز ہیں، مطلب question میں آئے ہوئے ہیں ڈیمز اُس میں کوئی کوئی department سے کوئی ڈیم کوئی کے لئے نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ اُس میں تو PHE کر رہا ہے اگر زیرے صاحب ہے کوئی آپ کا تو fresh question لے آئیں۔

نوازدہ طارق خان گسی (وزیر حکماء آپاشی و برقيات)۔ جناب اسپیکر! یہ question اریگیشن relate کرتا ہے اُس سے relate کرتا ہے۔

جناب اسپیکر۔ جی بالکل PHE سے relate کرتا ہے۔ جناب عبدالواحد صدیقی صاحب! آپ اپنا

سوال نمبر 109 دریافت فرمائیں

عبدالواحد صدیقی۔ سوال نمبر 109۔

وزیر حکمہ آپاٹی و برقيات۔ جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے

☆ 109. جناب عبدالواحد صدیقی رکن اسمبلی

کیا وزیر آپاٹی ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع پشین کی تحصیل برشور اور کاربیزات میں چیک ڈیزی تعمیر کیے جا رہے ہیں؟۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں تو ان کیلئے کل سقدر رقم مختص کی گئی ہے اور یہ مذکورہ تحصیلوں کے کن کن علاقوں میں تعمیر کیے جا رہے ہیں نیزاں چیک ڈیزی پرس قدر فیصد کام مکمل کر لیا گیا ہے اور کن کن علاقوں میں کام تا حال نامکمل ہے اور نامکمل ہونے کی وجہات کیا ہیں تفصیل دی جائے۔

وزیر حکمہ آپاٹی و برقيات

جواب مختینم ہے لہذا اسمبلی لائزیری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر۔ کوئی supplementary ہے؟۔

عبدالواحد صدیقی۔ جناب اسپیکر صاحب! جواب detail میں دیا گیا ہے PSDP نمبر 017-2016 کے اور 18-2017ء کے۔ ابھی تک وہ جو 17-2016ء کے 10 ڈیزیز ہیں۔ ان پر کام جاری ہے اور مکمل نہیں ہوا ہے۔ جبکہ 2107ء اور 18 کے PSDP نمبر ہے ان میں سے چھ ڈیزیز ہیں ان پر کسی ایک پر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو یہاں لکھا گیا ہے کہ فنڈ نہ ملنے کی وجہ سے کام ابھی شروع نہیں ہوا ہے۔ یعنی 2017ء اور 2018ء میں روکے گئے ہیں۔ اور یہ کام کیوں شروع نہیں ہوا ہے؟۔

جناب اسپیکر۔ جیسا نوازراڈہ صاحب۔

وزیر حکمہ آپاٹی و برقيات۔

یہ اس میں جو جواب ہے جناب اسپیکر! وہ ہم نے پورا مطلب ہے break up 7 pages کا کوئی break up بنایا ہوا ہے۔ مطلب یہ تقریباً کوئی percentage of کی کمی ہے یا مطلب جو فنڈ زکی کی ہے یا میرا خیال میں یہ کاپی شاید provide کرنے کی گئی ہے معزز رکن کو یہ کاپی ہے میرے پاس، میں ان کو further study کر دیتا ہوں۔ یہ question کا کوئی provide engquiry کرنا چاہتے ہیں اس کا مطلب ہے ہم جواب دینگے۔

جناب اسپیکر۔ جی صدیقی صاحب۔

عبد الواحد صدیقی۔ جناب اسپیکر صاحب! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک ہی PSDP نمبر ہے 2017-2018 کی۔ اس میں سے کوئی 7 ڈیز ہیں، 01 ڈیم پر کام شروع ہوا ہے باقی 60 ڈیم جو ہیں اسی پی ایس ڈی پی کی ہیں، کسی پر بھی کام شروع نہیں ہوا ہے۔ ہاں نام ہے۔

جناب اسپیکر۔ اُن کا نام ہے منشی صاحب کو بتا دیں۔

نوائزہ طارق خان مگسی (وزیر مکمل آپ باشی و بریتات)۔ میں جناب اسپیکر! یہ اُنکے ساتھ share کر لیتا ہوں، جو بھی اُنکے resevations ہیں، وہ انشاء اللہ حل کریں گے۔

جناب اسپیکر۔ جی منشی صاحب! وہ آپ کیسا تھے share کر لیں گے آپ دیکھ لیں۔ جی شکر یہ۔ جناب اختر حسین لانگو صاحب آپ اپنا سوال نمبر 38 دریافت فرمائیں۔

اختر حسین لانگو۔ question نمبر 38۔

سردار محمد صالح بھوتانی (وزیر مکمل بلدیات)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

38☆ **جناب اختر حسین لانگو کن اسمبلی**

کیا وزیر بلدیات از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ میٹرو پلیشن کار پوریشن میں ڈیلی و تجربہ روزانہ اجرت کی بنیاد پر تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، ماہوار تنخواہ، جائے تعیناتی، عرصہ ملازمت اور لوکل روڈو میسائل کی تفصیل دی جائے۔

وزیر مکمل بلدیات

جواب ضمیم ہے لہذا اسمبلی لا سبریئی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر۔ جی کوئی supplementary ہے؟

اختر حسین لانگو۔ جناب اسپیکر! اس میں اگر میرے question کو پڑھا جائے تو اس میں ہم نے اُن سے ضلع وار، لوکل ڈو میسائل کی بنیاد پر تفصیل بھی مانگی تھی، جو ڈیلی و تجربہ ملازمین رکھے ہیں۔ اور انہوں نے یہاں پر ہمیں جو ڈیلی و تجربہ کی تفصیل دی ہے وہ 2018ء سے ہمیں تفصیل دے رہے ہیں۔ جبکہ ہماری معلومات کے مطابق یہ ڈیلی و تجربہ پہلے چار سالوں سے مکمل میونسل کار پوریشن جو ہے وہ hire کر رہا ہے اور ان کی تعداد بھی جو ہے انہوں نے یہاں پر دی ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی 07 سو سے اوپر کچھ ہیں۔ وہ ہمارے پاس جو خاکروں permanent خاکروں میونسل کار پوریشن کے ہیں، وہ بھی کام کر رہے ہیں۔ تو اسکے باوجود ایک تو اس میں

ضلع و اتفاقیل موجود نہیں ہے، دوسری جو ساڑھے 7 سو کے قریب ہمارے پاس permanent جو خاکرو ب ہیں میونپل کار پوریشن کے، انکے ہوتے ہوئے کار پوریشن کو 14 سو 40 کے قریب ڈیلی و تجیر ملازمین بھرتی کرنے کی کیا ضرور پیش آئی ؟۔

جناب اسپیکر۔ جی منسٹر صاحب۔

وزیر یحیمہ بلدیات۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب! یہاں جو سوال ہے معزز رکن کا اُسمیں انہوں نے ڈیلی و تجیر کی بنیاد پر تعینات کردہ ملازمین کے نام، بمعہ ولدیت اور عہدہ، ماہوار تنخواہ، جائے تعیناتی ملازمت اور لوکل ڈیمیسال۔ یہ ضلع وار کی کوئی مانگی نہیں ہے میٹرو پولیشن سے related یہ سوال ہے۔ تو ہم نے اُن سے کہا ہے کہ عہدہ ان کا عارضی ہے اور یہ 89 days کے لیے ہیں۔

اختر حسین لانگو۔ جناب اسپیکر! اس میں ایک چیز واضح کروں اگر میرے question کو منسٹر صاحب مکمل پڑھ لیں۔ میں پڑھ کے سناتا ہوں۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ میٹرو پولیشن کار پوریشن میں ڈیلی و تجیر روزانہ اجرت کی بنیاد پر۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب اسپیکر۔ اذان ہو رہی ہے
(خاموشی۔ اذان عصر)۔

اختر حسین لانگو۔ تو جناب اسپیکر! میں اس کو پڑھ کے سناتا ہوں۔ میٹرو پولیشن کار پوریشن میں ڈیلی و تجیر روزانہ اجرت کی بنیاد پر تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت عہدہ ماہوار تنخواہ جائے تعیناتی عرصہ ملازمت لوکل ڈیمیسال کی تفصیل دی جائے؟۔

جناب اسپیکر۔ جی سردار صاحب۔

وزیر یحیمہ بلدیات۔ جناب! میں نے عرض کیا کہ نام بمعہ ولدیت اس book میں اُنکے شامل ہیں اور عہدہ اُنکا عارضی ہے، 89 days کے لیے ہیں۔ اور ماہوار تنخواہ 15 ہزار ہے۔ اور لوکل کوئٹہ کے ہیں۔ اور کچھ ملازمین مستونگ یا پیشین اور گرد نواح سے ہیں۔ عرصہ ملازمت جیسے میں نے آپ سے عرض کیا 89 days کے لئے ہیں اور مختلف areas میں ہیں۔ اُنکے total 14 سو 45 ہیں۔ 12 سو 11 جو ہیں وہ کوئٹہ میں ہیں۔ کوئٹہ کے ہیں۔ اور 2 سو 34 جو ہے وہ مستونگ یا پیشین یا جو گردہ نواح کے علاقے ہیں اُن میں سے ہیں۔ اگر انکا break-up چاہتے ہیں کہ کیا ہے تو بھی میں بتانے کو تیار ہوں کہ اسکا break-up اسی طرح ہے کہ 5 سو 48 جو ہیں مختلف وارڈز میں کام کر رہے ہیں اور 17 جو ہیں وہ سابق زرغون ٹاؤن کے علاقہ نواح

کل سے لیکر سیٹلائٹ ٹاؤن میں مشرقی جانب کے علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ اور 65 جو ہے سابق پولیس ٹاؤن کے ریلوے لائن کے مغربی جانب سے شروع ہو کر۔ اور بی بی نانی زیارت تک کام کر رہے ہیں۔ اور ایئر جنسی گینگ میں 07 ہیں جو کہ ہنگامی نوعیت کا کام کرتے ہیں۔ ایئر جنسی گینگ زون ٹو ہے۔ اُس میں بھی 07 ہیں۔ وہ بھی ہنگامی نوعیت کا کام کرتے ہیں۔ اور GF9 میں 04 ہیں جو کہ مشکور گینگ میں کوئی میٹرو کار پورپولیشن کے مرکزی دروازے میں اور ارڈر گرد کے علاقوں میں کام کرتے ہیں۔ اور 07 جو ہیں وہ سریاب روڈ، اریکیشن کالونی سے لیکر نواب مگسی چوک تک کام کرتے ہیں۔ 395 جو ہیں MCQ میں سائی بوڈر برائج، الیکٹرک برائج، انکرو چمٹ برائج، ہسپتال پکھڑ جمع اور پارک میں کام کرتے ہیں۔ اور 248 جو ہیں وہ کواری روڈ ورکشاپ میں اور 94 جو ہیں وہ ایم ٹی ورکشاپ سٹیلائٹ ٹاؤن میں کام کرتے ہیں۔ یہ انکا break-up ہے۔ اور یہ مسلسل پورا وقت سے کام کر رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ یہ ایک سال کے لیے ہے یہ رکھے گئے شہر کی صفائی کے لیے اور اگر ممبر صاحب کو وضاحت چاہئے تو میں حاضر ہوں۔

جناب اسپیکر۔ تفصیل جو آپ نے ماگھ تھا تو تفصیل تو یہی ہے اور؟۔

وزیر ہمکہ بلدیات۔ اور دوسری انکے consumption کے لیے۔ میں اور بھی عرض کروں کہ new appointments ہوئی ہیں، جس میں 296 ہیں، جن میں 69 on-duty ہوئے absent ہیں۔ تو یہ new appointee 236 ہیں۔ جن میں ڈرائیور 85، 60 ہیلپر زاور بیلدار وغیرہ 151 ہیں۔ اور تم پوری ہیں۔ جوئی مشینری آئی ہیں، وہ اُس کے لئے ہیں اور وہ بھی کام پر لگ گئے ہیں۔ اور تم پوری طرح انشاء اللہ ان سے کام لے رہے ہیں۔ اور ہماری یہی کوشش ہے اور میں نے جو ہے Administrator کوختی سے کہا ہے کہ سب کی وہ حاضری لیں۔ جو بھی حاضر نہیں ہوتا ہے جو بھی کام پر نہیں آتا ہے اُسے terminate کیا جائے۔ اور تم انشاء اللہ پورے عمل میں ہیں۔ اور اگر اس میں ہمارے ممبر صاحب کو کسی بھی ہمارے دوست کو معلومات ہیں تو ہمیں معلومات فراہم کریں۔ ہم بالکل ان کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔

میرا خڑھسین لانگو۔ اب اسپیکر! اس میں basically ہم نے لوکل وڈو میسائل اور باقی چیزوں کی جو تفصیل مانگی تھی۔ اس سے جو شکوہ و شبہات پیدا ہوئے، وہ خود میٹرو پولیشن کا رپورٹنگ کے اپنے جو action تھے ان کی وجہ سے۔ کیونکہ آج سے کچھ مہینے پہلے میٹرو پولیشن کا رپورٹنگ نے خود کہا تھا کہ ہمارے پاس عمل نہیں ہیں۔ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ لہذا کوئی شہر کی جو صفائی سترہائی کا کام ہے اُسکو پرائیویٹائز کیا جائے۔ اب اس

میں جو تفصیل دی گئی ہے۔ اُس میں بھی کچھ ابہام ہے۔ جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ یہ مختلف حلقات جات ہیں۔ جو کہ کوئی نسلر صاحبان کو دو categories کے تحت صفائی کیلئے بندے دیتے گئے تھے۔ Category-A جو چھوٹے حلقات تھے اُن میں آٹھ بندے ہیں۔ Category-B جو بڑے حلقات تھے اُن میں بارہ بندے علاقے سے منتخب کوئی نسلر کے ثواب دید پر دیتے گئے تھے۔ ”کہ آپ بندے hire کر لیں، تنخواہ اُن کی کارپوریشن دے گی۔ اور آپ اپنے علاقے کی صفائی و سترہائی کا کام اُن سے لیں“۔ کوئی شہر کی صفائی سترہائی کی جو حالت ہے اُسمیں یہ 548 بندے ہیں اُن کی کارکردگی پرسوالیہ نشان اٹھائے گئے ہیں۔ انہیں میں سے میرے پاس letter بھی موجود ہیں وزیر صاحب مالکیں، میں انکو بھی دینے کیلئے تیار ہوں۔ کچھ کوئی نسلر صاحبان کے خلاف NAB کے کیسز بھی بنے۔ کہ انہوں نے بینا، بیٹی، فیلمی نمبرز کے نام اُن میں داخل کر کے وہ تنخواہ خاکروں کی لیتے رہے۔ وہ NAB کے letter بھی ہیں اور NAB نے ان کو باقاعدہ طلب بھی کیا ہے۔ وہ بھی چیزیں ہیں اور اس میں جناب والا! جس طرح تفصیل دی گئی ہے۔ گینگ زون 1۔ جس میں 70 بندے۔ گینگ زون 2۔ جس میں 65 بندے۔ اب اُسمیں یہ زون وغیرہ یہ تمام چیزیں ہیں۔ اب اس میں ایک یہاں پر انہوں دیا mention نہیں کیا ہے۔ جس میں 337 بندے رکھے ہیں۔ مختلف شعبہ جات QMC مختلف شعبہ جات یہی ہیں گینگ زون 1۔ ایک شعبہ گینگ زون 2۔ دوسرا شعبہ ہے ایک جنسی زون 1۔ میٹرو پولیشن کارپوریشن کا شعبہ ایک جنسی زون 3۔ یہ شعبہ ہے۔ پھر اُسمیں انہوں نے لکھا ہے علاقہ 9-L۔ اب اس کی تفصیل کا پتہ نہیں ہے۔ کہ 9-L کس ایریے کا کوڈ ہے۔ دوسرے علاقہ 2-F اسکی بھی تفصیل اس جواب میں نہیں دی گئی ہے۔ کہ 2-F کس علاقے کو انہوں نے نام دیا ہے؟۔ پھر MT ورکشاپ ہے انکا دوسرा شعبہ اس کیلئے already 94 بندے MT ورکشاپ سیٹلائٹ ٹاؤن۔ ان کے دو ورکشاپ ہیں۔ ان کے ایک ورکشاپ سیٹلائٹ ٹاؤن جس میں 94 بندے انکی requirement ہے۔ دوسرے MT ورکشاپ جو کواری روڈ پر ہے۔ جس میں ٹی کا ایریا آتا ہے۔ جس میں صرف کمرشل ایریا بازار کا پاپولیشن بھی اس ایریا میں نہیں ہے۔ اُس کیلئے انہوں نے رکھے ہیں 236 بندے۔ تو اسکی بھی وضاحت فرمادیں کہ ایک ورکشاپ 94 بندوں سے اگر چل رہی ہے۔ تو دوسرے ورکشاپ میں وہ کونسے راکٹ سائنس کے کام ہو رہے ہیں، جس کیلئے انہوں نے 236 کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر۔ لاڳو صاحب! آپ نے سُنا نہیں کہ منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے ایڈمنیسٹریشن رکھی ہے۔ اب وہ ان چیزوں کو دیکھئے گی کہیں پر اگر کوئی مسئلہ ہے اس کو حل کریں گے۔

میرا خڑ حسین لاڳو۔ جناب اسپیکر! ہماری ٹھنڈیں میں ہیں کہ اس میں بہت بڑے گھلپے گز شنہ چار سالوں

میں ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ کو ان daily-wages کی میں کروڑوں روپے کے نقصانات دیتے گئے ہیں۔ اس میں اپنے خاندان اور اپنے منظور نظر لوگوں کو نوازا گیا ہے۔ اس میں میری سردار صاحب سے گزارش ہے کہ اگر اس سوال کو ہم کمیٹی کے حوالے کر دیں تاکہ proper اسکی ایک انکوازی ہو سکتے تاکہ جو ذمہ داران ہیں ہم کسی پر ذمہ داری fix کر سکیں۔

وزیرِ حکومت بلدیات۔ جناب والا! جس دن ایڈمنیسٹریٹ مقرر ہوئے میں نے اُسی وقت اُس کو بلا کر یہ آرڈر دیا ہوا ہے کہ وہ اسکی مکمل چھان بین کی جائے کہ کتنے بندے کام کر رہے ہیں کتنا نہیں کر رہے ہیں؟۔ اُن کو باقاعدہ چیک کیا جائے۔ اور جو نہیں کر رہے ہیں اُن کے خلاف کارروائی کی جائے۔ کہس نے بھرتی کئے ہیں کیوں کئے ہیں؟۔ کس وجہ سے ہوئے ہیں؟۔ ہمیں بھی اتنی تکلیف ہو رہی ہے جتنی کہ ہمارے ساتھی کو ہو رہی ہے۔ بلکہ وہ اسمیں ہمارے ساتھ وہ تعاون کریں۔ جہاں پر کوئی leakage ہے، تو وہ ہمیں بتا دیں۔ ہم کسی کو بھی نہیں بخشنیں گے۔ جس کے خلاف جو کارروائی ہوگی وہ کریں گے اور جس طرح وہ چاہیں گے ہم وہی کارروائی کریں گے۔ ہم کسی کو بچانے کیلئے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ جو عوامی فنڈز ہیں اُنکی دیکھ بھالی اور تحفظ کیلئے آئے ہیں۔

میرا ختر حسین لانگو۔ میں معزز وزیر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور کل بھی ہمیں یہی روایت اسمبلی میں دیکھنے کو ملی عبد القادر بھائی کی طرف سے۔ آج بھی ہمارے معزز وزیر جو یقین دہانی کر رہے ہیں۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ چیزیں شفاف طریقے سے ہوں۔ چیزیں streamline ہوں۔ تو اسکے لئے میری گزارش یہ ہے کہ جناب اسپیکر! آپ سے اور وزیر موصوف صاحب سے کہ اس باوس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو کمیٹی انہوں نے بنائی ہے، اسکی supervision کریں۔ اُن کو assist کر سکے۔ جو معلومات ہمارے پاس ہیں ہم وہ اُنکے ساتھ شیئر کر سکیں۔ تاکہ جو مزید شفافتی ہے اُس پر کام ہو سکے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔

وزیرِ حکومت بلدیات۔ جناب اسپیکر! ہم بھی چھان بین کر رہے ہیں جہاں سے بھی leakages نظر آئے ہم کو، ممبر صاحب کے گھر کا پتہ ہے وہ کہاں رہتے ہیں۔ میں اُنکے گھر جا کر انکو وہ عرض کروں گا کہ جی! یہ leakages ہیں۔ ابھی آپ بتائیں کیا کرنا ہیں۔ کیا نہیں کرنا ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کو بھی عرض کریں گے۔ اُسکے لئے جس فورم کا بھی کہیں گے انکوازی کرائیں گے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ منسٹر صاحب۔

میر اختر حسین لانگو۔ جی thank you۔

احمد نواز بلوچ۔ جناب اپسیکر! مجھے بھی ایک سوال کرنا ہے۔

جناب اپسیکر۔ جی جی کر لیں۔

احمد نواز بلوچ۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**۔ جناب اپسیکر! میں بھی ناظمِ رہ چکا ہوں۔ وہ دو رنگ ارکریہاں پہنچا ہوں۔ معزز منشہ صاحب نے مگسی چوک سے لیکر بی بی زیارت کا ذکر کیا جو کہ میرے حلقوں میں آتا ہے۔ جن بندوں کا انہوں نے ذکر کیا وہ آج تک ہم نے نہیں دیکھا۔ مگسی چوک کا گواہ نواز ادا طارق صاحب ہونگے کہ وہ ہر روز بند ہوتا ہے۔ وہاں مگسی صاحب کے گھر کے سامنے کھڑے کا ایک ڈھیر پڑا ہے۔ میرے خیال میں ان بندوں کا فیض ہوتا ہے کہ وہ وہاں کام کرتے ہیں۔ نواب صاحب کے گھر کے سامنے کھڑے کا ایک ٹپ ہے اُسکو ختم کیا جائے۔ تاکہ عموم کو سہولت ملے۔ اس کے علاوہ جو بی بی زیارت کا ذکر ہوا۔

جناب اپسیکر۔ یہ اس سے related نہیں اسکے لئے fresh question بتتا ہے۔

احمد نواز بلوچ۔ سردار صاحب نے کہا کہ بی بی زیارت تک کچھ بندے میٹرو پولیٹن نے deploy کے ہوئے ہیں، وہ میں روڈ ہے۔ اس پر میں نے آج تک وہ خاکر و ب نہیں دیکھے۔

جناب اپسیکر۔ جی منشہ صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیرِ حکومت بدیات۔ جناب اپسیکر! جہاں تک صفائی کا تعلق ہے۔ کوئی شہر کی صفائی سے میں خود بھی مطمئن نہیں ہوں۔ اور اس سلسلے میں مذکورہ ممبر صاحب سے ہماری کافی ملاقات بھی ہو چکی ہیں۔ ہم نے ان کے علاقے کو بھی صاف کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور جہاں جہاں یہ Leaks ہیں ہم انکو دور کریں گے۔ میں شہر کا دورہ کروں گا۔ اور میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ نائم پر ایک دفعہ صاف کریں گے۔ اور انشاء اللہ یہ ہمارا عزم ہے کہ ہم کوئی شہر کو صاف کر کے دکھائیں گے، کوئی کس طرح صاف ہوتا ہے۔

جناب اپسیکر۔ انجینئر سید محمد فضل آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 40 دریافت فرمائیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ جناب اپسیکر! سوال نمبر 40۔

جناب اپسیکر۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

40۔ انجینئر سید محمد فضل آغا کن اسمبلی 31 دسمبر 2018ء کا موخر شدہ

کیا وزیر آپا شی از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مکمل کی جانیوالی ڈیموں اور ناکمل رہ جانیوالی ڈیموں کیلئے مختص کردہ / صرف کردہ رقم اور جائے تعمیر کی ضلع و تفصیل دی جائے؟ نیز ناکمل

رہ جانیوالی ڈیموں کیلئے مخصوص رقم میں سے اب تک سال وار کے حساب سے خرچ کردہ رقم اور اب تک ان ڈیموں کو مکمل نہ کرنیکی وجہات کیا ہیں؟۔ ضلع و اقصیل بھی دی جائے۔

وزیرِ حکمہ آپاٹشی

گزشتہ پانچ سالوں کے دوران صوبائی PSDP کے تحت مکمل کئے جانے والے ڈیموں کی تفصیل نیز مذکورہ عرصہ کے دوران صوبائی PSDP کے تحت نامکمل رہ جانے والے ڈیموں کی ضلع و اقصیل صخیم ہے۔ لہذا اسمبلی لا بھری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر۔ آغا صاحب! کوئی ضمنی ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ جناب اسپیکر! منظر صاحب نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے، میں اُنکا مشکور ہوں۔ لیکن اُنمیں کچھ بتیں ایسی ہیں جو کہ اُنکے آفس میں بیٹھ کر ان سے ہم discuss کریں گے۔ وزیرِ حکمہ آپاٹشی و برقيات۔ جناب اسپیکر! جس طرح معزز ممبر نے کہا بالکل ہم اُنکے ساتھ بیٹھ کر discuss کریں گے۔

جناب اسپیکر۔ جی ٹھیک ہے you thank you۔ انجینئر سید محمد فضل آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 41 دریافت فرمائیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ جناب اسپیکر! سوال نمبر 41۔

جناب اسپیکر۔ جواب پڑھا ہوا التصور کیا جائے۔

41☆ انجینئر سید محمد فضل آغا رکن اسمبلی 31 دسمبر 2018ء کا موخر شدہ

کیا وزیر آپاٹشی از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئی شہر و گرد و نواح کو فراہمی آب کے سلسلے میں عملی اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟۔ نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلے میں کوئی شہر میں ڈیم کی تعمیر کا ایک منصوبہ بھی زیر غور ہے؟۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کوئی شہر کو فراہمی آب کے سلسلے میں اٹھائے گئے اقدامات نیز کوئی شہر میں جس جگہ / علاقے میں ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے، کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیرِ حکمہ آپاٹشی

یہ درست ہے کہ کوئی شہر و گرد و نواح کو فراہمی آب کے سلسلے میں عملی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ لیکن فراہمی آب کے سلسلے میں حکمہ آپاٹشی کا کوئی بھی ڈیم زیر تعمیر نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ آغا صاحب! کوئی ضمانتی ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ جناب اسپیکر! اسمیں ضمانتی ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ کوئی کے حوالے سے پوچھا تھا۔ کوئی شہر کے گرد نواح میں فراہمی آب کے سلسلے میں عملی اقدامات اٹھائیں گئے ہیں نیز کیا درست ہے کہ اس سلسلے میں کوئی شہر میں ڈیم کی تعمیر کا ایک منصوبہ زیر تعمیل ہے؟۔ (ب) ہے اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کوئی شہر کو فراہمی آب کے سلسلے میں اٹھائے گئے اقدامات نیز کوئی شہر جس کے علاقے میں ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے تفصیل دی جائے۔ تو جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ درست ہے کہ کوئی شہر و گرد نواح کو فراہمی آب کے سلسلے میں عملی اقدامات اٹھائے گئے ہیں لیکن فراہمی آب کے سلسلے میں محکمہ آپاشی کا کوئی بھی ڈیم زیر تعمیر نہیں ہے۔ تو گزارش کروں گا منشہ صاحب سے کہ جو کوئی شہر کے فراہمی آب کے سلسلے میں جو اقدامات ہیں ان سے ہمیں مطلع فرمادیں۔ پچھلے دونوں شنید میں آیا تھا کوئی شہر کے آس پاس دو ڈیمز کی تعمیر ہو رہی ہے۔

جناب اسپیکر۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ شکریہ آپ نے ان کیلئے آسان کر دیا ہے۔ شکریہ اسکے لئے بھی کوئی دوسری ضمانتی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ انجینئر سید محمد فضل آغا صاحب آپ اپنا سوال نمبر 42 دریافت فرمائیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ جناب اسپیکر! سوال نمبر 42۔

جناب اسپیکر۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

42☆ انجینئر سید محمد فضل آغا رکن اسمبلی 31 دسمبر 2018ء کا موخر شدہ

کیا وزیر آپاشی از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ آپاشی نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ڈیموں کے علاوہ اور کوئی منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچائے، انکے نام، مختص کردہ رقم اور جائے تعمیر کی ضلعوار تفصیل دی جائے۔

وزیر محکمہ آپاشی

محکمہ آپاشی نے گزشتہ 5 سالوں کے دوران صوبائی PSDP کے تحت ڈیموں کے علاوہ جو منصوبے پائے تکمیل کو پہنچانے کی ضلعوار تفصیل ختم ہے لہذا اسمبلی لاہور یونیورسٹی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر۔ آغا صاحب! کوئی ضمانتی ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ جناب اسپیکر! اس پر بھی پھر میں منظر صاحب سے اُنکے دفتر میں بیٹھ کر بات

کریں گے، کچھ بتیں ہیں دفتر میں بیٹھ کر کے کریں گے۔

نوابزادہ طارق مکسی (وزیر حکومہ آپا شی)۔ جناب اسپیکر! اس میں کا جواب ضخیم تھا، جسے اسمبلی لاہوری یہی میں ملاحظہ کیلئے رکھا گیا ہے لیکن ہم معزز رکن کے ساتھ بیٹھ کر اس کو discuss کر کے اسکو clear کر دیں گے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ اختر حسین صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 93 دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو۔ جناب اسپیکر! سوال نمبر 93۔

جناب اسپیکر۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

93☆ جناب اختر حسین لانگوڑ کن اسمبلی

کیا وزیر بلدیات از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومہ بلدیات یونیسف کے تعاون سے صرف چند اضلاع میں بچوں کی رجسٹریشن کے حوالے سے ایک پائلٹ پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کن کن اضلاع میں پائلٹ پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟۔ نیز کیا حکومت مذکورہ پروگرام کو صوبہ کے تمام اضلاع میں پھیلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟۔ تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر حکومہ بلدیات

جیسے کہ آپ تمام لوگ جانتے ہیں کہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اندر ارج بچ کا پہلا حق ہے اور مقامی حکومتی قانون 2010 کنٹونمنٹ ایکٹ 1924ء نادرا آرڈننس 2000ء کے تحت اسکو یقینی بنانے کیلئے تحفظ حاصل ہے اور خصوصی طور پر اقوام متحده کے کنوشن کے آرٹیکل 7 پر بچوں کے حقوق (سی آری 1989ء) میں اس پر زور دیا گیا ہے۔ بدستی سے قیام پاکستان سے لیکر آج تک ہمارے شہری یا تو بچوں کی پیدائش کے اندر ارج سے بچپناتے ہیں یا پھر اسے غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومہ لوکل گورنمنٹ نے یونیسف کے تعاون سے چار اضلاع (کوئٹہ، پشاور، قلعہ عبداللہ اور نوشکی) کی 8 یونیں کو نسلوں میں بچوں کی رجسٹریشن کے حوالے سے ایک پائلٹ پروگرام شروع کیا ہے اس پروگرام کا مقصد بچوں کی رجسٹریشن کو بڑھانا ہے۔ اس پروگرام کا دورانیہ 4 ماہ (ستمبر 2018ء سے دسمبر 2018ء) پر مشتمل ہے۔ اور اس پروگرام میں 33.600 بچوں کو رجسٹر کرنا مقصود

ہے۔ اس پروگرام کے تحت سحر آر گنائریشن ان 8 یونین کونسلوں میں آگاہی مہم کا آغاز کرچکی ہے اور اب تک تقریباً 2500 بچوں کی رجسٹریشن کی جا چکی ہے۔ 2019ء میں اس پروگرام کو وسعت دی جائے گی اور مزید یونین کونسلوں کو اس پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔
جناب اسپیکر۔ کوئی ضمنی ہے؟۔

میرا خڑھسین لانگو۔ جی ہاں جناب اسپیکر! اس میں جناب والا! یہ بچوں کے رجسٹریشن کے حوالے سے تھے انہوں نے اپنی تفصیل میں دیا ہے کہ صرف چار ڈسٹرکٹ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں کوئی نہیں، قلعہ عبداللہ اور نشکنی ہیں۔ میرا ضمنی یہ ہے کہ ہمارے پاس اس وقت 34 کے قریب districts ہیں۔ اور ہم صرف چار میں رجسٹریشن کر رہے ہیں۔ کیا مکملہ یا حکومت باقی جو ۳۰ کے قریب ہمارے districts رہ رہے ہیں۔ اُن میں بھی بچوں کی رجسٹریشن کے حوالے کوئی ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟۔

وزیر مکملہ بلدیات۔ جناب اسپیکر! اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ نے بلوچستان کے تمام اضلاع میں کمپیوٹر فراہم کر دیے ہیں۔ اور ہم یونین کونسل کی سطح پر ان کو لارہ ہے ہیں۔ اور جہاں پر بھی کا انتظام ہے۔ وہاں پر بھی ہم نے یونین کونسل میں بھی بھیجے ہیں۔ اور یونین کونسل میں جہاں بھی کا انتظام نہیں ہے وہاں پر سول سسٹم پر ہم کمپیوٹر چلانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ اور اس وقت بلوچستان میں ۱۲ لاکھ بچوں کی رجسٹریشن ہو چکی ہے۔ جو کہ figures ہماری ۳۰ دسمبر ۲۰۱۸ء تک کی ہے۔ اور آگے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ جی لانگو صاحب آپ مطمئن ہیں؟۔

اخڑھسین لانگو۔ ان ڈسٹرکٹوں کا کہا گیا ہے ان میں تین تیس ہزار چھ سو کے قریب جو ہمارے پچے ہیں اُن کی رجسٹریشن کرنا مقصود ہے کامل نہیں ہوئے ہیں، مقصود ہیں۔ تو ہم یہ پوچھنا چاہ رہے تھے basically supplementary

بھی میرا یہی تھا کہ باقی جو اضلاع ہیں جن کا ذکر نہیں ہے جواب میں اُن میں کب تک یہ شروع ہو گا اور اس کے لئے کیا اقدامات مکملہ اٹھا رہی ہے اسکا جواب مجھے اگر دے دیں۔

جناب اسپیکر۔ جی۔ شکریہ سردار صاحب۔

وزیر مکملہ بلدیات۔ جی جناب اسپیکر! میں نے عرض کیا کہ اُن چار اضلاع میں بھی کام چل رہا ہے جو کہ مکمل ہونے کو ہیں اور بلوچستان میں پارہ لاکھ بچوں کی رجسٹریشن کی جا چکی ہے جن کی ضلع وار تفصیل میرے پاس اب نہیں ہے۔ تو یہ ایک fresh question آ جاتا ہے اگر ممبر صاحب کہتے ہیں تو اگلے اجلاس میں ہم ضلع

وارتفاقیل دے دیتے ہیں۔ لیکن figures total ہمارے پاس یہی ہیں کہ بارہ لاکھ بچوں کی جمیٹریشن ہوئی ہے۔

آخر حصین لانگو۔ ٹھیک ہے جناب اسپیکر اب یہ مزید کام کریں گے تو ہم ان سے پوچھیں کہ کہاں تک کام مکمل ہو چکا ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

وزیر یحکمہ بلدیات۔ جی جناب اسپیکر! اس میں میں ممبر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ایک سوتا سی کمپیوٹر یونیورسٹی کی تعاون سے اور تین سو اٹھائیں کمپیوٹر ڈائریکٹ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے خرید کر کے تقسیم کیئے ہیں اور مزید دوسو کمپیوٹر خریدنے کے لئے پی ایس ڈی پی میں 20-2019ء میں ڈیماند کیا ہے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ سردار صاحب۔

نصرالدھران زیرے۔ ایک ضمنی سوال ہے منشی صاحب سے، کہ یہ جو جمیٹریشن ہو رہی ہے کیا یہ یونین کوسل کی سطح پر ہو رہی ہے یا ایک نادر اکے میں آفس میں ہو رہی ہے؟۔

وزیر یحکمہ بلدیات۔ جی یہ یونین کوسل کی سطح پر ہو رہی ہیں۔

جناب اسپیکر۔ جی سوال نمبر 97 دریافت فرمائیں، یونس زہری صاحب کا ہے۔

☆ 97 جناب میر یونس عزیز زہری رکن اسمبلی 31 دسمبر 2018ء کا موخر شدہ

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ جون 2014ء تا جون 2018ء کے دوران ڈسٹرکٹ کوسل خضدار کو ترقیاتی اور غیر ترقیاتی مددات میں کس قدر رقم رفتہ زفراہم کی گئی تفصیل دی جائے نیز فراہم کردہ رقم رفتہ ز جن جن مددات میں خرچ کی گئی مدد سال وارتفاقیل بھی دی جائے۔

وزیر یحکمہ بلدیات

دو جون 2014ء تا جون 2018ء ڈسٹرکٹ کوسل خضدار کو ترقیاتی مدد میں رقم رفتہ زفراہم کی گئی ہیں کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

لوکل کوسل فنڈز

ترقیاتی	فنڈز برائے سال	سیریل نمبر
870000/=	جی ایس ڈی برائے سال 2014-15	1
54580000/=	پی ایس ڈی پی (2031) لوکل کوسل گرانٹ 2015-16	2

54580000/=	گرانٹ ان ایڈ برائے سال 2016-17	3
147500000/=	بجی ایس ڈی پی برائے سال 2016-17	
54580000/=	گرانٹ ان ایڈ برائے سال 2017-18	4
ٹوٹل رقم 329.940 ملین		

پی ایس ڈی پی فنڈز (بذریعہ اسنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ)

ترقیاتی	فنڈز برائے سال	سیریل نمبر
--	پی ایس ڈی پی برائے سال 2015-16, 2014-15	1
472400000/=	پی ایس ڈی پی برائے سال 2016-17	2
1095700000/=	پی ایس ڈی پی برائے سال 2017-18	3
ٹوٹل رقم 100.1568 ملین		
غیر ترقیاتی مد میں فراہم کئے گئے فنڈز	فنڈز رقوم مالی سال	سیریل نمبر
20,948,676/=	2014-15	1
13,671,229/=	2015-16	2
115,178,026/=	2016-17	3
55,084,688/=	2017-18	4
ملین 204.882619		

مزید براہ، درج بالا ترقیاتی مددات جن میں ڈسٹرکٹ کونسل خضدار کو فنڈز فراہم کی گئی ہیں، کی تفصیل و ارسکیمات بمعہ رقوم برائے مزید کارروائی ختم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔ نیز بجی ایس ڈی پی برائے سال 2014-15ء وغیرہ ترقیاتی فنڈز کی تفصیلات سیکرٹری بلوجتھان لوکل گورنمنٹ بورڈ سے حاصل کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ سوال نمبر 97 میں کوئی ضمنی ہے؟۔

میر محمد یوسف عزیز زہری۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے سوال کے دو حصے ہیں، ایک تو میں نے یہ پوچھا ہے کہ 2014ء تا 2018ء ڈسٹرکٹ کونسل خضدار میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی مد میں کتنے رقم خرچ ہوئے، ان

کی تفصیل وار جواب دیا جائے؟۔ اس میں ایک تو ترقیاتی کا آگیا۔ اس میں بعد میں آتا ہوں، جو غیر ترقیاتی مد میں جو سوتھہ ہمیں فراہم کیا گیا ہے اُسکو تو گول مول کر کے مجھے دیا گیا ہے۔ اس میں صرف یہ دیا گیا کہ سال وائز دیا گیا ہے، یہ نہیں دیا گیا ہے کہ یہ کہاں خرچ ہوئے؟۔ اور کس مد میں خرچ ہوئے؟۔ اس میں جناب اپیکر گیا ہے، 2014ء میں ڈسٹرکٹ کونسل خضدار کو غیر ترقیاتی مد میں 2 کروڑ 9 لاکھ 48 ہزار روپے دیے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل نہیں ہے کہ یہ کس مد میں دیے گئے ہیں، غیر ترقیاتی مد میں دیے گئے ہیں یہ کہاں خرچ ہوئے؟۔ اور اسکے بعد 2015ء میں 1 کروڑ 36 لاکھ 71 ہزار دیدیے، پھر اسکے بعد ایک لمبا جمپ لگ گیا 2016-2017ء میں 11 کروڑ 91 لاکھ روپے غیر ترقیاتی مد میں دیے گئے ہیں۔ اسکے بعد پھر 2017-2018ء میں جب ہم آتے ہیں تو 5 کروڑ 50 لاکھ روپے غیر ترقیاتی مد میں، یہ کل مل ملا کے چار سال میں 20 کروڑ 48 لاکھ روپے غیر ترقیاتی مد میں دیے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل نہیں ہے کہ یہ پسیے کہاں گئے؟۔ کس مد میں گئے؟۔ کس کے پاس گئے؟۔ کہاں خرچ ہوئے؟۔ تو میں جناب وزیر صاحب سے یہی درخواست کروں گا کہ اسکی تفصیل وار ہمیں دی جائے۔ اسکے علاوہ کس مد میں خرچ ہوئے کہاں خرچ ہوئے اس کی detail ہمیں دی جائے تاکہ یہ آگے چلیں۔

جناب اپیکر۔ جی وزیر، بلدیات صاحب۔

وزیر یحکمہ بلدیات۔ جناب! غیر ترقیاتی فنڈ زکی جو ہے ان میں تنخواہ آتا ہے، فیول آتا ہے، اور جو صفائی سترہائی کا کام آتا ہے، شہر کی لائس آتی ہیں، سیور ٹرک ہے، صفائی ہے، یہ سارے آتے ہیں اس میں۔ اب اس میں تو یہ دے تو ہم سکتے ہیں لیکن یہ کہ اسوقت اس طرح ممکن نہیں ہے کہ جی اتنی بلب لگائے، اتنی تنخواہیں دیں۔ یہ دی گئی۔ یہ تو ایک understood چیز ہے کہ وہ تنخواہیں دینی ہیں۔ اور وہاں پر غیر ترقیاتی مد میں اور کام ہوتے ہیں۔ اور ڈیلی ڈیل پیمنٹ کیلئے ہم نے پوری تفصیل فراہم کر دی ہیں۔ اگر اس میں کوئی وہ نشاندہی کرتا ہے تو اس پر بھی ہم اسکو مطمئن کرنے کیلئے تیار ہیں۔

میر محمد یوسف عزیز زہری۔ جناب اپیکر! اس پر یہ ہے کہ جو ڈسٹرکٹ کونسلوں ہمارے ہوتے ہیں، ڈسٹرکٹ کونسل میں صفائی سترہائی کے کام نہیں ہوتے ہیں، اسٹریٹ لائس کے بھی نہیں ہوتے ہیں، یہ کار پوریشن کا کام ہے۔ اگر انکی تفصیل ہمیں دی جائے کیا ہے تو اس میں میرے خیال میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ اس میں ہمیں تفصیل دی جائے کہ یہ پسیے کہاں خرچ ہوئے ہیں اور کس مد میں خرچ ہوئے ہیں۔

وزیر ہمکہ بلدیات۔ تفصیل دے دیں گے، ہمیں اس پر اعتماد نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ آپ کو تفصیل لے کے دے دیں گے اگر مطمئن نہیں ہو تو فریش سوال لائیں۔

میر محمد یونس عزیز زہری۔ جی دوسرا میرا جو ترقیات کے بارے میں جو اسکے دو پورشن ہیں، جو ترقیات کی مد میں خرچ ہوئے ہیں وہ ہمیں کچھ detail بھی دے دے۔ جناب والا! پی ایس ڈی پی کی مد میں 2016-17ء میں ڈسٹرکٹ کو نسل خضدار کو 47 کروڑ 24 لاکھ روپے دیے گئے ہیں۔ اور اسی طرح پی ایس ڈی پی کی مد میں grant-in-aid اور جی ایس ٹی وہ الگ ہے۔ یہ صرف پی ایس ڈی پی کی مد میں دے دیے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ پی ایس ڈی پی 18-2017ء میں ایک ارب نو کروڑ ستاون لاکھ روپے ڈسٹرکٹ کو نسل کو دیا گیا ہے۔ اس میں تھوڑی سی اگر آپ ان پر دیکھا جائے 2016-2017ء میں جو پیسے دیے گئے ہیں ان کی کچھ اس طرح سے دیے گئے ہیں۔ ان میں کچھ کے میں وہ کروں گا۔ پی ایس ڈی پی نمبر 2046 detail ہے۔ اس میں یہ دیا گیا کہ Thirty-five numbers of Local Bores for Drinking Water purposes at District Khuzdar یعنی 35 بورز خضدار کے والٹر سپلائی کیلئے دیے گئے ہیں۔ اس کی تفصیل کچھ نہیں ہے کہ یہ کس کے گھر میں لگ گئے۔ یونس کے گھر میں لگ گئے دوسرے کے گھر میں لگ۔ گئے کوئی detail نہیں کچھ بھی نہیں ہے کہ جی 35 بورز خضدار کے پانی کیلئے دیا گیا ہے۔ اس سے آگے اگر ہم تھوڑا سا جاتے ہیں یہ پی ایس ڈی پی نمبر 2051 ہے۔ thirty numbers of local bores in agricultural purposes کس کے پاس ہیں کس کے زمینوں میں لگ گئے ہیں؟۔ یہ کوئی detail نہیں ہے۔ اس کے بعد تھوڑی سی چند میں نے نوٹ کر لئے ہیں۔ اس کے بعد ہے یہ پی ایس ڈی پی نمبر 2052 اسیں ہے installation of twenty numbers of socal system water supply scheme in district Khuzdar۔ یہ خضدار میں یہ کہاں لگ گئے ہیں؟۔ کس کے پاس لگ گئے؟۔ کس کے گھر میں لگ گئے؟۔ کس محلے میں لگ گئے؟۔ کچھ اس کی detail بھی نہیں ہے۔ اور اس کے بارے میں on-ground پر بھی کچھ نہیں ہے۔ اس کے بعد sir یہ نیچے آ جاتے ہیں کہ پی ایس ڈی پی نمبر 2054 ہے۔ اسیں دیا گیا ہے۔ fifty numbers of local bores for agricultural purposes.

نہیں ہے کہ کہاں لگ گئے ہیں۔ کس کے پاس لگ گئے ہیں۔ گراونڈ پر کچھ بھی نہیں ہے۔ اور یہ تھوڑی سی ہماری گزارشات ہیں اور اس کے بعد اگر ہم 18-2017ء پر آ جاتے ہیں، انکا بھی حال یہی ہے کہ جس پر ایک ارب

نوکروڑ روپے جو خضدار میں ڈسٹرکٹ کو نسل کو نسل کو دیا گیا۔ یہ grant-in-aid اور دوسروں کے علاوہ ہیں۔ جو بیس کروڑ اور بھی انکو ملے ہیں۔ یہ صرف پی ایس ڈی پی کی مدد میں ایک ارب نوکروڑ روپے جو خضدار کا حشر ہوا ہے، وہ آپ کے اس پرچے میں ہے۔ اسیں جناب والا! کنسٹرکشن آف تالاب۔ تالابوں کیلئے انہوں نے پانچ کروڑ روپے release کر دیے ہیں اس کا کوئی detail نہیں ہے کہ یہ تالاب کہاں بنے ہیں یا نہیں بنے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی نہیں بنتا ہے۔ اس کے بعد ہے supply and installation of three

hundreds hand-pumps in Khuzdar.

جناب اسپیکر۔ چلو منشہ صاحب سے وہ لیتے ہیں۔ جی منشہ صاحب! آپ کو detail چاہیے منشہ صاحب سے پوچھتے ہیں کہ detail کے حوالے سے۔

میر محمد یونس عزیز زہری۔ دو لفظ۔ دو چیزیں میں کرلوں اسکے بعد منشہ صاحب۔ اچھا! construction of water supply schemes twelve numbers in Tehsil local bores Khuzdar. اس کا کچھ بھی نہیں ہے۔ اسکا کچھ پتہ نہیں ہے۔ اچھا! اسکے بعد ہے forty-six numbers in agricultural purposes in Khuzdar. forty-six numbers local bores in 2016-17 کے ہیں۔ اسکا کوئی آتا پتہ نہیں ہے۔ پھر نیچے آجائیں پی ایس ڈی پی نمبر 2469 ہے local Khuzdar。 یہ اسکا کوئی آتا پتہ نہیں ہے۔ اسکا کوئی آتا پتہ نہیں ہے۔ اسکا کوئی detail نہیں ہے bores fifty numbers for agricultural pruposes. کہ یہ کہاں لگ گئے ہیں۔ اگر ان سب کو گنا جائے انکو یکھا جائے خضدار کی آبادی کو دیکھا جائے اور خضدار میں جتنے گھرانے ہیں کوئی پچیس، چھیس ہزار کے قریب گھرانے ہیں۔ اگر انکو تقسیم کیا جائے تو خضدار میں میرے خیال میں ہر ساٹھ، ستر بندے کو ایک بورمنا چاہیے۔ یہ تو صرف اور صرف یہ یوکل گورنمنٹ اور ڈسٹرکٹ کو نسل نے خرچ کئے ہیں۔ باقی ڈیپارٹمنٹوں کی الگ ہے۔ جو پی اچے ای کے ہیں۔ یا اریکیشن کے ہیں۔ یا کار پوریشن کے ہیں۔ یادوسرے ڈیپارٹمنٹوں نے لگایا ہے۔ وہ الگ ہیں۔ اس میں ایک چھوٹا سا چیز اور بھی آرہا ہے آئیں ہے construction of saverage improvement of five numbers local bores 35 ملین ساڑھے تین کروڑ روپے۔ انکا کوئی آتا پتہ نہیں ہے کہ جی یہ کہاں پر لگ گئے ہیں؟۔ یہ سب خضدار میں لگے ہیں جناب

والا! construction of flood protection wall detail نہیں۔ تین کروڑ روپے، کوئی

ہے۔ یا آپ کے بھی سامنے پڑا ہوگا میرے بھی سامنے پڑا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر۔ تو تفصیل لے لیں گے ناں اس طرح پڑھتے رہیں گے۔

اختر حسین لانگو۔ جناب اسپیکر! اس میں میری ایک تجویز ہے چونکہ ہمارے آزادی ممبر صاحب جو تفصیل

پڑھ رہے ہیں آپ کے سامنے ان کے حوالے سے یہاں سے آپ دو تین ممبروں کی کمیٹی بنالیں جویں ایم آئی ٹی کو اپنے ساتھ لے جا کے پورے علاقے کی visit کر لیں اور ایک detail report ہمارے پاس آئے۔

جناب اسپیکر۔ ایک دفعہ تو منستر صاحب کو سنیں گے وہ تفصیل دیگا ہم مطمئن نہیں ہوئے پھر یہ تو آخر میں وہ کہانی ہے۔ جی منستر صاحب!

وزیر یحکمہ بلدیات۔ جناب والا! جو پیسے یہاں سے ریلیز ہوئے ہیں جس اسکیم کے لئے ہم نے وہ detail دی لیکن ہمارے ممبر صاحب کو یہ اعتراض ہے کہ وہ اسکیم وہاں پر exist ہی نہیں کرتی ہے۔ میں ایک انکوائری کمیٹی مقرر کر کے بھیجا ہوں۔ اور ممبر صاحب کو بھی کہتا ہوں کہ وہ بھی رحمت فرمائیں وہ نشاندی کریں جو اسکیمیں exist کرتی ہیں جو نہیں کرتی ہیں۔ ہم پوری لست جو ہے provide کریں گے۔ پھر اسی فور پر فیصلہ جو ہے وہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

میر محمد یوسف عزیز زہری۔ جی شکریہ منستر صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا اپنے سردار صاحب سے کہ یہ مسئلہ اس طرح صرف خضدار کا نہیں ہے۔ یہ پورے بلوچستان میں لوکل گورنمنٹ کا on-farm-management کا یہی سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ کہ یہ ہر ڈسٹرکٹ میں یہی لوٹ مار ہوئی ہے۔ نہ لوکل بورڈ کا پتہ ہے، نہ دوسرے بوروں کا پتہ ہے، کچھ انہوں نے ڈیزی بھی بنائے ہیں۔ نہ ان کا پتہ ہے۔ نہ اریکیشن بورڈ کا پتہ ہے۔ کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔ لوکل گورنمنٹ کی جو حالت ہے، مجھے تو اپنے بھائی سردار صاحب کی شرافت پر ترس آتا ہے کہ یہ اتنی ایک انکو گندھل گئی ہے پچلا جو ہوا ہے۔ کہ اسکو سینئنے میں انکو کافی پریشانی ہوگی۔ تو اس کیلئے میری تو تجویز یہ ہے کہ یہ ایک ڈسٹرکٹ کا مسئلہ نہیں ہے میرے ڈسٹرکٹ میں بھی یہی حال ہے۔

جناب اسپیکر۔ نہیں ہم تو کہتے ہیں کہ لوکل باؤنڈ کو مزید بہتر کریں۔ اور مزید فنڈ زدے دیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ وہ کریں آپ، اُس پر ہمیں اعتراض نہیں ہے کہ آپ نہ دیں یادیں۔ لیکن جو

دیے ہوئے ہیں یہ پوری بلوچستان کی تمام ڈسٹرکٹس کا یہی حال ہے۔ تو میں سردار صاحب سے گزارش کروں گا کہ تمام ڈسٹرکٹس کا یہی حال ہے۔ جو آپ کے لگے پڑ گیا ہے۔ اب اُس کیلئے کوئی ایسا لاجئ عمل بنایا جائے کہ تمام ڈسٹرکٹس کیلئے کمیٹی بنائی جائے وہ یا تو صوبائی لیوں پر ہو یا ہر ڈسٹرکٹ میں جا کے اسکو چیک کریں، تمام details آئیں گے، اس لئے کہ میرا بھی ایک سوال اس قسم کا آنے والا ہے لیکن آج چونکہ سارے فلوں پر آ گیا، معاملہ کھل گیا تو سب جگہ یہی ہوا ہے۔ لہذا اسکے لئے کوئی لاجئ عمل طے کیا جائے اس اسمبلی سے۔ تاکہ ان تمام black-and-white میں باقی لائی جائیں۔ جتنی لوٹ ماراں محکمے میں ہوئی ہیں، اُتنی شاید کسی اور محکمے میں نہیں ہوئی ہیں۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر۔ محکمہ میں نہیں لوکل بادیز میں۔ جی سردار صاحب۔

وزیرِ محکمہ بلدیات۔ جناب اسپیکر! یہاں پر نہ ماننے کی کوئی بات نہیں ہے۔ الحمد للہ میں نے اگر اس ڈیپارٹمنٹ کو take-over کیا ہے تو انشاء اللہ اسکو بہتر بھی کریں گے۔ اور ہم کھل کے بات بھی کرتے ہیں۔ ہماری آنکھیں نیچے نہیں ہے انشاء اللہ نہ نیچے ہو گی۔ جہاں پر شکایت ہے ہمارے دوستوں کو، ہر ضلع سے، ہر جگہ سے نمائندے elect ہو کے اس ہاؤس میں پہنچے ہیں۔ جہاں سے جو شکایت دیگا کہ یہاں پر mis-use of funds کا لوکل گورنمنٹ سے ہوا ہے، ہم انشاء اللہ وہاں پر proper طریقے سے انکو ارزی کرائیں گے۔ اور جس انکو ارزی سے وہ مطمئن ہونگے سی ایم آئی ٹی سے ہونگے، نج سے ہونگے، ڈیپارٹمنٹ سے ہونگے اور کہیں ایڈمنیسٹریشن سے ہونگے، جس سے بھی وہ مطمئن ہونگے، ہم انکو ارزی کرائیں گے اور صاف سترہی انکو ارزی کرائیں گے۔ جو بھی قصور و ارپایا گیا اسکو انشاء اللہ سزا بھی ملے گی۔ میں بالکل اسکے لئے تیار ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے جتنے بھی دوست آئینے ہم ان کو مطمئن کریں گے۔

جناب اسپیکر۔ جی آغا صاحب! میرے خیال میں اس میں سپلینٹری بہت زیادہ ہو گئے ہیں، تین سپلینٹری سے آگے نہیں جاسکتے ہیں۔

انجیئر سید محمد فضل آغا۔ میں انکا مشکور ہوں لیکن گزارش پھر وہی ہے۔

جناب اسپیکر۔ آپ کو ہمیں پر بھی کوئی وہ ہے، آپ مطمئن نہیں ہیں کسی جگہ پر آپ درخواست دے سکتے ہیں۔

انجیئر سید محمد فضل آغا۔ گزارش سن لیں۔ یہن لیں آپ۔ یہ چونکہ ڈیپارٹمنٹ میں تو ہمیں ریکارڈ دے رہی ہے کہ کیا کیا انہوں نے کرایا ہے۔ ایک اسکیم نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں میں اسکیمیں ہیں یہ ہر

ڈسٹرکٹ میں ہیں تو میری گزارش تو یہ ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ میں انکواڑی کی جائے۔

جناب اسپیکر۔ اس طرح نہیں ہے کہ کہیں پرشکایت ہے اس پر آپ درخواست دیدیں تاکہ شکایت کا ازالہ کر سکیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ بھوتانی صاحب! سن لیں جناب شکایت میں نے آپ کو کہا میرے ڈسٹرکٹ میں ہزاروں اسکیمیں ہیں اور ہمیں اسکی detail کا معلوم نہیں ہے، ڈیپارٹمنٹ سے ہمیں اس وقت دی گئی detail مجھے پانچ میںے ہو گئے۔

جناب اسپیکر۔ اس کے لئے فریش question لائیں۔ ابھی اسیں آپ لوگوں نے پانچ سپلائمنٹری کر دیے تین سپلائمنٹری سے آگے آپ جائیں سکتے ہیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔ میری گزارش یہ ہے یہ کہ اس معاملے کو اس فلور پر حل کیا جائے تاکہ ہر ڈسٹرکٹ میں جا کے ہمیں وہ لوکل گورنمنٹ کے آپ نے جتنے اسکیم دیئے ہیں اور ہر ڈسٹرکٹ سے یہ آتا رہے گا۔ اب ایک ہفتے کے بعد میرا question آیا گا پھر یہ سب کیلئے ایک uniform معاملہ ہے، اس کو ایک uniform طریقے سے طے کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ اس میں آغا صاحب! ایک تو آپ لوگ میرا سارے ممبروں سے request ہے تین سپلائمنٹری سے آگے آپ لوگ نہیں جائیں ایک question میں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کی خود مختاری بھی لوکل گورنمنٹ کی ہے۔ وہ بھی ہیں۔ ابھی کہیں پر آپ کو شکایت ہے کہ یہ اسکیم وہاں پر لیکارڈ میں ہے اور exist نہیں کرتی ہیں تو وہ آپ یہاں پر لاسکتے ہیں۔ اور اسکو کر سکتے ہیں اس طرح ہم انکواڑیاں کرتے رہنگے ہر ڈسٹرکٹ میں میرے خیال میں یہ پھر انکی خود مختاری میں بھی مداخلت ہے۔

میر محمد یونس عزیز زہری۔ جناب اسپیکر! شکریہ آپ کا اور شکریہ سردار صاحب کا کہ جنہوں نے ہمیں تسلی دے دی کہ ہم اسیں انکواڑی کرائیں گے۔ اور ہمیں بھی on-board لیں گے۔ اور انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ جلد سے جلد اس پر انکواڑی ہو گی اور جو بھی رزلٹ آ جائیگا۔

جناب اسپیکر۔ آپ کو کہیں پروہ شکایت ہے کسی اسکیم کے حوالے سے آپ لکھیں، اس پر انکواڑی کر لیں گے۔

میر یونس عزیز زہری۔ ہم آپ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں اور سردار صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ زہری صاحب! جی جناب شاء بلوج صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 78 دریافت فرمائیں۔ منسٹر میرے خیال میں ماحولیات کے نہیں ہیں۔ جی ہوم منسٹر صاحب! میرے خیال میں ہاؤس میں فون استعمال منع ہے۔ اگر بہت important ہے تو باہر جا کے کر سکتے ہیں لیکن ہاؤس کے اندر نہیں۔
شاء اللہ بلوج۔ شکریہ جناب اسپیکر! سوال نمبر 78۔

78☆ جناب شاء اللہ بلوج رکن اسمبلی 31 دسمبر 2018ء کا موخر شدہ

کیا وزیر ماحولیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ بلوچستان میں شب بریکنگ کی وجہ سے گڈانی کے ساحل پر پیدا ہونے والے ماحولیاتی اثرات کی روک تھام کیلئے کون کون عمدی اقدامات اٹھائے گئے ہیں تفصیل دی جائے؟۔ نیز سال 2010ء تا 2017ء کے دوران کس قدر رنسپس گڈانی ساحل پر بریکنگ کیلئے لائے گئے اور ان سے ماحولیاتی مد میں کس قدر فیس وصول کی گی سال وار تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر محکمہ ماحولیات

بلوچستان میں شب بریکنگ کی وجہ سے گڈانی کے ساحل پر پیدا ہونے والی ماحولیاتی اثرات جو کہ جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کی مدارک کیلئے درج ذیل اقدامات کیے گئے ہیں۔

1۔ جہازوں کے ساحل پر لنگر انداز ہونے سے پہلے متعلقہ جہاز سے خطرناک گیس فری، ایئٹھی مواد فری اور دیگر خطرناک یا مضر گیسوں سے فری سڑپیکیٹ موقع پر لیا جاتا ہے۔

2۔ محکمہ کشم کے جو معیاری تجزیہ و طریقہ کار کے سیکیشن۔سی کے تحت وہاں پر موجود حکومتی ادارے بہمول محکمہ تحفظ ماحولیات۔ بلوچستان ڈیپلومٹ اتحارٹی۔ محکمہ لیبر، ضلعی و مقامی انتظامیہ مشترکہ طور پر جہاز کا معائنہ کر کے تصدیق کرتے ہیں کہ مذکورہ جہاز میں کوئی پر خطر اشیاء یا مواد نہیں ہے۔

3۔ ماحولیات کے مضر اثرات کے تجزیات (EIA) کے قوانین 2000ء کے تحت وفاقی وزارت صنعت وضلعہ تلف محکمہ (Explosive Department) مذکورہ جہازوں کا تجزیہ کرتا ہے۔ اور اس کے بعد گیس فری سڑپیکیٹ جاری کرتا ہے۔ بعد ازاں محکمہ ماحولیاتی ایجنسی بھی جہاز کے اندر یا اس میں موجود تمام اشیاء کو جس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کے سلنڈر۔ خام مال، رنگ و رون، کیمیائی اجزاء اور دیگر موجود فضلہ کی لسٹ بنانے کے اندر ادرج کرتا ہے۔

4۔ ماحولیاتی قوانین کی پابندی نہ کرنے اور خراب والودہ کرنے وغیرہ کی ذمہ داری پر اب تک چالیس لاکھ پچاس ہزار روپے (4050000) جرمانہ وصول کیا گیا ہے جو کہ حکومتی خزانے میں جمع کر دیا گیا ہے۔

- 5۔ گڈانی شپ بریکنگ یارڈ کی بہتری واسے بین الاقوامی معیار پر لانے کیلئے یوائین ڈی پی (UNDP) وزارت کلامنیٹ چنچ، بی ڈی اے و محکمہ نے مشترکہ طور پر ایک پراجیکٹ ترتیب دیا ہے جس میں (incinerable) یعنی فضلات کو جلا کر تلف کرنا اور (Landfillable) یعنی فضلات کو زمین میں دفن کرنے کے پلانٹ لگانے کی تجویز بھی دی گئی ہے الہنا حکومت سے گزارش ہے کہ وہ اس پراجیکٹ کو فنڈنگ کی فراہمی کیلئے ڈوزنر اداروں سے رابطہ کرے۔
- 6۔ محکمہ محولیات بلوچستان نے پلاٹوں اور یارڈز پر جہازوں کے توڑ پھوڑ کے دوران تیل کے ساؤ و وز میں رُرد ہونے سے روکنے و بچاؤ کیلئے ماکان کو رہنمائی کر کے پابند کیا کہ وہ سخت یا پاک فرش تعمیر کریں۔ جس کے نتیجے میں اب تک آٹھ پلاٹوں نے فرش تعمیر کی ہے۔ جبکہ دیگر کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بھی عمل مکمل کریں۔
- 7۔ مذکورہ بالا محکمہ کے مشترکہ جائزہ کے بعد جہاز پر کام کرنے یا توڑ نے کیلئے آخری این اوسی جاری کی جاتی ہے۔
- 8۔ تمام پلات اور یارڈز ماکان کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ محولیاتی، حفاظان صحت و مزدوروں کے تحفظ کا نیجہ یعنی (EHS) مقرر کریں۔ جو کہ اس سے پہلے نہیں ہوتا تھا۔
- 9۔ تمام جہازوں کے ماکان یا ٹھیکیاروں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنا تمام فضلہ خاص کر خام تیل، اپنے متعلقہ ملک یا جہاں سے جہاز خرید کر اپنا سفر شروع کرتے ہیں اسی جگہ پر فضلہ تلف کر کے گڈانی پاکستان آئیں۔
- 10۔ تمام پلاٹوں میں کسی بھی قسم کے حادثات کے موقع پذیر ہونے سے پہلے بچنے یا مقابلہ کرنے کے لئے ایمبولینس، ابتدائی طبی امداد، آگ بخانے والے آلات، ادویات، ایم جنسی کی صورت میں مزدوروں کا اخراج و تحفظ کے لئے سہولیات مہیا کیے گئے ہیں۔ نیز پلاٹوں میں میڈیکل ڈاکٹر و ہیلپنگ نیشن کی تقریبی عمل میں لاٹی گئی ہے۔
- 11۔ تمام پلات و یارڈ ماکان کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اس وقت تک جہاز میں توڑ پھوڑ شروع نہیں کر سکتے جب تک بین الاقوامی معیار کی بہتری کے سڑپیکیٹ یعنی (ISO-9000) (ISO-14000) کے مطابق محولیاتی تحفظاتی نظام کو یقین نہیں بناتے۔
- 12۔ تمام پلاٹوں جزیر، آگ بخانے کے آلات، فوم، ڈاگنری ماسک، چشمے، دستانے وغیرہ مزدوروں کو فراہم کیئے گئے ہیں جس کا محکمہ محولیات باقاعدگی سے معاونہ کرتا رہتا ہے۔
- 13۔ تمام پلاٹوں کو بسل کوئشن (BASAL Convention) کے رہنمای اصولوں کے تحت دوبارہ ڈیزائن و

شکل دی گئی ہے جس کے تحت وہ جہاز میں موجود تمام فضله جو ماٹ، یا ٹھوں شکل میں ہو انہیں تلف کرنے سے پہلے

الگ کیا جائے اور توڑ پھوڑ کے عمل سے پہلے جہاز و ساحل سے دور کسی محفوظ جگہ پر زمین میں دفنایا جائے۔

14- مزدوروں کے لئے بنیادی ضروریات و روزمرہ زندگی کے استعمال کی چیزیں اور ان کے لیے کوارٹر تعمیر کرنے کے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

15- تمام پلاٹ مالکان کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ ہر موسم میں اپنے اراضی پر درخت لگائیں۔ جبکہ کئی پلاٹوں پر ماحول کی بہتری کے لئے شحر کاری کیا جا پکا ہے۔ اور محکمہ ماحولیات باقاعدگی سے ان کی آبیاری و تحفظ کے لیے یارڈ مالکان کو پابند کیا گیا ہے۔

16- تمام پلاٹوں کے مزدوروں کو ماحولیات کی اہمیت و حفاظت اور مضر و خطرناک کیمیائی و ٹھوں فضله کو ٹھکانے لگانے کے حوالے سے مزدوروں کو تربیت دی گئی ہے۔ اور وقتاً فوقتاً شعروا و آگاہی کے لیے ورکشاپ منعقد کرتا رہا ہے

17- اب تک شب پر یکینیگ یارڈ گڈانی پر لگر انداز جہازوں سے توڑ پھوڑ کے عمل کے حوالے سے ہر سال درج ذیل فیس ماحولیات کے تحفظ کی مدد میں وصول کیا جا پکا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	لنگر انداز جہازوں کی تعداد	وصول کی گئی رقم
2010-2011	124	Rs:3100000/-
2011-2012	130	Rs:3250000/-
2012-2013	109	Rs:5450000/-
2013-2014	99	Rs:4950000/-
2014-2015	137	Rs:6850000/-
2015-2016	117	Rs:5850000/-
2016-2017	118	Rs:5900000/-
	ٹوٹل وصول کی گئی رقم	Rs:35,350,000/-

شاء اللہ بلوچ۔ سپیمنٹری sir میرا جو سوال تھا وہ یہ تھا کہ جو صوبے میں قیدی ہیں ان کو جواز دو اجی حقوق حاصل ہیں یا نہیں، میں جواب سے مطمئن ہوں۔

اور کیونکہ یہ انسانی حقوق سے متعلق ہے بلوچستان میں بہت سے ایسے قیدی ہیں جن کے cases trial-basis پر چل رہے ہیں اور یہ قدرتی طور پر فطری طور پر اسلامی طور پر ان کا حق بتاتے ہے کہ وہ اپنی جواز دو اجی تعلق ہے اس کو جو ہے جاری رکھیں۔ صرف اسی میں میری ایک چھوٹی سے گزارش ہے کہ کافی جو جیل ہیں یا کافی جو جیلوں میں یہ سہولت کیلئے آپ کم از کم ایک specialised space-place قسم کا یا گھر کمرے بنانے پڑتے ہیں، تو بلوچستان کے کافی جیل خانوں میں بلوچستان کے جو قید خانے ہیں ان میں یہ چیز نہیں ہیں تو لہذا میری گزارش یہی ہے کہ آپ کوشش کریں اسکو ensure کریں تاکہ کم از کم یہ جو ایک انسانی حقوق ہے جس کو آپ یہ 29 مارچ 2006ء کے حوالے سے amendment کر کے متعارف بھی کروایا بلوچستان میں اس پر عملدرآمد کوتا کر لیتی بنا یا جاسکے، شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ، مطمئن ہیں۔ شکریہ۔

عبدالغاق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت)۔ اب میں جناب اسپیکر! جس طرح میں نے کل یہاں پر کہا تھا فلور آف دی ہاؤس پر کہ میں ڈیپارٹمنٹل ایکشن لوں گا۔ جنہوں نے غیر اطمینان بخش سوالات یہاں پر کل بھیجے تھے۔ لیکن آج میں بھی یہی کہوں گا کہ انواعِ منٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جتنا تسلی بخش یہاں پر جواب ملا ہے میں لیتی طور پر On the floor of the House. اسکو appreciate کرتا ہوں اور یہ ایک اچھی بات ہے، you thank you۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔

شاء اللہ بلوچ۔ جناب اسپیکر! تھوڑی سی شاید confusion ہو گئی ہے میں سوال نمبر 27 میرے خیال میں۔

جناب اسپیکر۔ سوال نمبر 78 ہے۔

نصر الدخان زیرے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ نے سوال پکارا اس نے کسی اور سوال کا جواب دیا منظر صاحب کو بھی پتہ نہیں کہ کونسا سوال پوچھا جا رہا ہے ہم بھی یہاں حیران پریشان ہیں۔

جناب اسپیکر۔ جی مہربانی نہیں نہیں، سوال نمبر 78 ہے۔ آپ ریکارڈ میں دیکھیں 78 پکارا گیا ہے۔ وہ اور پڑھ لیا تھا وہ اور بات ہے۔

عبدالحق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکمل کھلی و ثقافت)۔ جب جواب یا question موصول ہو گا تو میں کیا کروں۔ میں نے تصحیح دیا وہ مطمئن ہیں۔ نصراللہ خان زیریے۔ یہ اسکا سوال ہے 78۔ وہ شپ بریکینگ کے حوالے سے ہے۔ اور یہاں سوال قیدیوں کے متعلق پوچھا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر۔ نہیں، وہ اس میں غلط کیا 97 آپ کا، sorry, sorry, 78۔

شناع اللہ بلوچ۔ اصل میں آپ کو آج معلوم ہونا چاہیے کہ آج دو اچنٹے جو ہیں وہ چل رہے ہیں۔ تقسیم کرنے گئے ہیں تو لہذا اسی میں آپ کوشش کریں۔

جناب اسپیکر۔ ہاں وہ چل رہے ہیں۔ تو اس وجہ سے کل مؤخر شدہ بھی وہ ہیں نا۔

شناع اللہ بلوچ۔ اس میں ہمارے مؤخر شدہ سوالات ہیں۔ اس میں ریگولر ہمارے questions ہیں۔ تو اس پر بھی میرے questions ہیں اور اسی میں بھی الہڑائی ممبران کا یہی ہے تو میں 78 question. no ہے کیونکہ میں سمجھا تھا کہ آپ ریگولر شیڈول پر چل رہے ہیں تو اسی میں جو 78 کے حوالے سے میرا جو خالق ہزارہ صاحب environment ہے۔

شناع اللہ بلوچ۔ sir اس میں میرا سپلائمنٹری یہ ہے شپ بریکینگ بہت بڑی انڈسٹری ہے، اور شپ بریکینگ کے حوالے سے جو ہے نہ صرف ماحولیاتی اثرات اسکے علاوہ وہاں پر بہت بڑے ایسے حداثات بھی ہوئے ہیں۔ اور شاید آپ کو اسکا علم بھی ہو گا اس کے علاوہ وہاں پر سے حاصل ہونے والی جو آمدنی ہے وہ فیس کا انہوں نے مجھے لکھ کر دیا ہے کہ 2016ء اور 2017ء تک یعنی کہیں پر پانچ لاکھنؤے ہزار، پانچ لاکھ پچاسی ہزار تو میں بذات خود اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان میں شپ بریکینگ کے حوالے سے ہماری ماحولیات کو اربوں ڈالرز کا نقصان ہوا ہے اور کسی بھی صوبے میں اسکا جو ہمارا سب سے prime-location گذانی کا، میرانی اور سونمیانی اور یہ سارا مندر ساحل یہاں پر مچھلیوں کی بہت بڑی افزائش ہوتی ہیں قدرتی افزائش کے علاقے ہیں جس وقت اس کو شپ بریکینگ کے لئے مختص کیا گیا تھا اسکے بعد یہاں پر کوئی بھی proper rules and regulations frame نہیں ہوئے۔ دنیا میں نے environmental protection کروائے گئے ہیں standards ship-breaking کے حوالے سے اور sir میں، مطلب اتنی بڑی اربوں کی انڈسٹری پانچ لاکھ روپے، چھ لاکھ روپے یعنی سال 2010ء کا دیکھ لیں کہا یک سو چوبیس کے

قریب جہاز لگ کر انداز ہوئے۔ ایک سو چوبیس یہ بہت بڑے جہاز ہوتے ہیں، اربوں کھربوں کی مالیت کے۔ اور ان سے وصول کی گئی رقم صرف تین لاکھ دس ہزار روپے ہیں یعنی اگر اسکو قسم کیا جائے ایک سو چوبیس کو تین لاکھ دس ہزار میں تو میرے خیال میں جناب والایہ کوئی میرے خیال میں دو تین ہزار روپے بھی Per جو ہے جہاز کا وہ نہیں بنتا۔ تو کیا دو تین ہزار روپے یا چار ہزار روپے ایک جہاز کی environmental حوالے سے اسکی ایک فیس ہو سکتی ہے۔ تو جو ماحولیاتی کے طور پر وصول کیا جاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب۔

جناب اسپیکر۔ پہلے جواب تو لے لیں۔ جی۔

شاء اللہ بلوچ۔ جی sir آپ اس پر مجھے جواب دیں میں بیٹھوں گا۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت۔ دیکھیں اسپیکر صاحب! مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ irrelevant questions نہیں پوچھنا چاہے۔ جو سوال پوچھا گیا ہے میں اسی پر جاتا ہوں، بلوچستان میں شب بریکنگ کی وجہ سے گڈانی کے ساحل پر پیدا ہونے والی ماحولیاتی اثرات کی روک تھام کے لئے کون کو نے اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟۔ جس میں ہم نے لکھا ہے کہ سولہ اقدامات point to point ہم نے لکھا ہے کہ سولہ اقدامات ہم نے اٹھائے ہوئے ہیں۔ تفصیل دی جائے؟۔ ہم نے تفصیل دیا ہوا ہے۔ نیز 2010ء تا 2017ء کے دوران کس قدر رشیس گڈانی ساحل پر بریکنگ کے لئے لائے گئے اور ان سے ماحولیاتی مدرس قدر فیس وصول کی گئی سال وار تفصیل بھی دی جائے؟۔ جو مکمل دیا ہوا ہے۔ جہاں رہی بات اُن کے خدشات کی ہے وہ تو سوال ہی نہیں ہوا۔ ان کے خدشات، یا انکی تجاویزات ہیں کہ یہ اس کو زیادہ کرنا چاہیے اس کو میری گزارش ہے۔

جناب اسپیکر۔ نہیں منظر صاحب! میرے خیال سے آپ نے سنانیں ہے سپلینٹری اُس نے کہا کہ جتنا پسے ماحولیات کی مد میں لے رہے ہیں وہ تین ہزار روپے per-ship کہیں، وہ اس کا جواب دے دیں۔ مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت۔ صحیح ہے۔ وہ تجاویز ہیں۔ جہاں پرانہوں نے کہا کہ اتنی بڑھی ہیں 2016ء میں جناب اعلیٰ یہاں پر ایک ناگہانی واقعہ ہوا جس میں 34 افراد ہلاک ہوئے اور ساتھ ہی ساتھ 2018ء اس کے بعد 2016ء سے 2018ء میں S.O.P. بنایا گیا جس کے ستر points ہیں۔ جس میں وہ تمام احتیاطی تدابیر کو مذکور رکھتے ہوئے۔ سولہ point سے آپ آگے جائیں۔ اس کو پڑھیں۔ اس پر سولہ points پر جو ہے ستر points سے جس میں ہم نے وہ احتیاطی تدابیر لئے ہوئے ہیں کہ جس میں آئل فری،

گیس فری، جو مضمون ایٹھی مواد ہے، ان کو clear کر کے۔ آئین میں اس طرح بھی نہیں ہے اسی میں ایک ڈیپارٹمنٹ انوار منٹ ڈیپارٹمنٹ ملوث نہیں۔ اس میں میری تمام۔ ہماری جو نیوی ٹرافیک ہے۔ ہماری کشمکش ہے اس میں ہماری بی ڈی اے ہے اس میں ہماری لیبر ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اسکے بعد ہماری انوار منٹ کو مل رہا ہے۔ جہاں رہی بات کہ یہاں پر پیسے جو فیس لیے گئے تو میری ڈیپارٹمنٹ نے جتنی فیس لی ہوئی ہے وہ یہاں پر mention کیا ہوا ہے، سالانہ mention میں نے کیا ہوا ہے کہ کتنے جہاز یہاں پر لنگر انداز ہوئے ہیں۔ وہ سارے mention ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ نہیں per-ship کا کیا فیس ہے؟۔

عبدالحق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکومت کھیل و ثقافت)۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ۔ میں سالانہ جو دیا ہوا ہے وہ تو آپ کے پاس ہے question clear ہے۔
جناب اسپیکر۔ اس میں کوئی میرے خیال میں ہاؤس میں مطمئن نہیں ہے کہ تین ہزار روپے per-ship کا اب چل رہا ہے؟۔

شناع اللہ بلوچ۔ جناب اسپیکر! شکریہ sir۔ میں صرف چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں میرا کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے وہ عبدالحق ہزار صاحب نے ابھی ایک دو مہینے ہوئے ہیں چارچ لیا ہے۔ یہ پریکٹس بلوچستان میں گزشتہ پینتالیس، پچاس سالوں سے جاری ہے۔ جب سے ٹپ بریکنگ انڈسٹری بلوچستان میں آئی ہے۔ میں آپ کو اسکا مورد الزام نہیں ٹھہرا تا۔ یہ ایک غلط پالیس اس چلتی رہی ہیں۔ میں سے پچیس ہزار روپے جب ایک بڑی ٹپ سے لینتے ہیں، ٹن کے حساب سے جو بھی یہاں پر شپ لنگر انداز ہوتا ہے جہا ز وہ تمیں ہزار ٹن، چالیس ہزار ٹن یعنی ساٹھ ہزار ٹن سے بھی بڑے جہاز یہاں پر آ کے کبھی کبھی لنگر انداز ہوئے ہیں۔ ٹانکا نیک جتنے۔ اور انکا اگر آپ فن ٹن کے حساب سے بھی اگر ایک ہزار روپے دو ہزار یا چار ہزار روپے یا پانچ ہزار روپے بھی رکھ لیتے۔ دیکھیں! یہ ریونیو ہم اپنی سمندر، اپنی ماحولیات، اپنی محفلی کی افزائش نسل کے علاقوں کو جب تباہ و بر باد کر رہے ہیں اسکے بد لے میں فائدہ کیا ملا ہے؟۔ مزدوری وہاں کی ہمیں نہیں ملتی ہے۔ ریونیو اسکا جو ٹکیس ہے دیکھیں اس کا جو ٹکیس ہے یہ ساری ٹپ بریکنگ انڈسٹریز سے متعلق کمپنیاں یہ رجسٹر ہیں کراچی میں۔ ان کا سارا ریونیو، انکی ساری انکم اور آمدنی ٹکیس جو ہے وہ حکومت سندھ یا گورنمنٹ آف سندھ کے لکھاتے میں جو ہے وہ شمار ہوتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ آپکو ماحولیات کی مد میں بہت بڑا نقصان دے رہا ہے اور یہاں پر جوانہوں نے ایک جواب دیا ہے ”مضر اور خطرناک کیمیائی و ٹھوس“۔ کیمیائی سے مراد کیمیکل۔ دنیا کے اندر کسی بھی جہاز کو یعنی اُسے

وہ وہاں سے شپ بریکنگ کیلئے travel کرنا شروع کر دیتا ہے، وہاں سے اسکو انٹرنشنل کلیئرنس چاہیے نہ کہ آپ لنگر انداز ہوتے وقت کلیئرنس چاہیے۔ دیکھیں! اس سے بلوچستان کو تین فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، عبدالخالق ہزارہ صاحب! انہیں نمبر 1 بلوچستان کا revenue increase ہو سکتا ہے۔ نمبر 2 ہمارا humen resource protect environment کے لئے ہے۔ اگر ہم کریں۔ تیسرا یہ ہے کہ اسکی development کی، اس کے ذریعے سے کر سکتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ سوال اس وقت میں لا یابھی بھی تھا کہ لسبیلہ جو ہے اور خاص کر گذلانی کا علاقہ سب سے زیادہ پسمند ہے، آپ ایک چھوٹی سی کمیٹی دو رکنی آپ بھی انہیں رہیں ہم دوارا کین ایک اور ڈال دیں اپنیکر صاحب خود ہوں۔ شپ بریکنگ انڈسٹری کے حوالے سے جو حادثات ہوئے ہیں جو میں چالیس سالوں میں اسکے فوائد اور نقصانات ہوئے ہیں یا اس پر کیا بہتری لائی جاسکتی ہے environmentally international practises جتنے ہوئے ہیں ship-breaking کے حوالے دنیا میں بڑے ممالک ہیں۔

جناب اسپیکر۔ میرے خیال میں منسٹر صاحب! آپ سے وہ نہیں ہیں لیکن یہ ہے کہ آپ خود بھی environment کے حوالے سے بڑا sensitive ہیں تو آپ اس میں کمیٹی بنادیں خود اس کو دوبارہ revisit کریں کیا اس سے بلوچستان کو فائدہ مل رہی ہیں نہیں مل رہی ہیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت۔ نہیں اس میں یقینی طور پر جو تجاوزات ہیں وہ تو دوسری بات ہیں جو سوالات ہیں سوالات کے جواب سے اگر مطمئن نہیں ہیں اس طرح کے جوابات شاید آپکو موصول ہوں۔ آپ صرف یہ 16points پڑھ لیں۔ environmental point of view سے جہاں پر مضرحت کے حوالے سے جہاں پر environment pollution کے حوالے سے وہ سارے۔ وہ سارے چیزیں سارے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ منسٹر صاحب میرے خیال میں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت۔ باقی رہی بات کمیٹی کی۔ جہاں پر اس چیز کا۔

جناب اسپیکر۔ کمیٹی نہیں آپ اسکو revisit کریں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت۔ انشاء اللہ تعالیٰ یقینی طور پر اس پر کام ہو گا۔

جناب اسپیکر۔ بالکل آپ۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت۔ ہم generate revenue کرنے کے لیے اور ساتھ

ہی ساتھ۔

جناب اسپیکر۔ اس کو revisit کریں اور دیکھیں کہ کیا اس میں بلوچستان کا فائدہ۔۔۔ (داخلت)۔
مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت۔ اور ساتھ ہی ساتھ جناب اسپیکر یونیو۔ میں بھی مطمئن نہیں ہوں
شاید آپ بھی مطمئن نہیں ہیں، سارے ساتھی مطمئن نہیں ہیں۔ لیکن جو generate revenue ہو رہی ہے 11-2010ء یعنی smoothly اس میں اضافہ ہوا ہے گو کہ کم ہوا ہے ہر چند کہ کم ہوا ہے اقتصادی طور پر۔

جناب اسپیکر۔ لیکن ابھی آپ کے آتے ہوئے اس میں اچھی خاصی۔۔۔ (داخلت)۔
مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت۔ international economy سے اس کا تعلق ہے ہمیں
معلوم ہیں کہ ہماری جو ship breaking ہیں as compared to Bangladesh، as compared to India
international economy سے اس کا تعلق ہے ہماری معیشت مالکان جو ہیں وہ afford نہیں کر पا رہے ہیں اور اس لیے
بہت ساری صورتحال ہیں۔ لیکن اُس کے باوجود ہم کہتے ہیں میں خود بھی کہتا ہوں کہ اس میں فیس میں اضافہ ہونا
چاہیے اور زیادہ revenue generate ہونا چاہیے۔

شاہ اللہ بلوچ۔ عبدالحاق صاحب! آپ کمیٹی پر agree کر لیں۔
مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت۔ کمیٹی میں بناؤں گا انشاء اللہ، ہم بنائیں گے۔
شاہ اللہ بلوچ۔ آپ رو لگ دیں sir آپ کمیٹی بنادیں۔
جناب اسپیکر۔ نہیں ایک دفعہ منстр صاحب کو revisit کرنے دیں پھر اس پر دیکھتے ہیں تھوڑا اس
کو دیکھیں۔
شاہ اللہ بلوچ۔ نصر اللہ صاحب! ایک منٹ۔ میں اس پر دیکھیں میرے دوست میرے بھائی عبدالحاق

میر خیاء اللہ لاگو۔ (وزیر حکمہ داخلہ و قبانی امور)۔ sir یہ آداب نہیں ہیں نہ سوال سننے دیتے ہیں نہ جواب
سننے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ خیاء جان! نہیں میرے خیال میں آپ آداب سے ابھی تک واقف نہیں ہو۔
نصر اللہ خان زیرے۔ جناب! یہ خود آداب کا خیال رکھیں پیٹھ کر بات نہیں کریں۔
جناب اسپیکر۔ جی ہو گیا جی۔ شکر یہ ہوم منستر صاحب۔

شاء اللہ بلوچ۔ محترم اسپیکر صاحب دیکھیں! سوال جب لایا جاتا ہے اس کا کوئی مقصد ہوتا ہے کوئی context ہوتا ہے جب ہم نے سوال کیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ even کہ اگر میں کاغذوں میں مجھے بھی پتہ ہے کہ کاغذوں میں یہ سولہ سترہ اٹھارہ procedures اور standards mention ہیں کہ جی اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے لیکن گزشتہ دو حادثات جس میں تقریباً بیسیوں ہمارے مزدور ہلاک ہوئے ہماری environment کو damage ہوا۔ یہ ہمارے سامنے ایک مثال ہے اور جب ہم کوئی سوال آتے ہیں یہ اسکوں کا سوال نہیں ہے یہ اس اسمبلی میں کوئی سوال آتا ہے اسکا کوئی context ہوتا ہے۔ وہ کسی سیاق و سبق کو منظر کر لایا جاتا ہے اور میرا یہی تھا کہ ہم چالیس، پینتالیس سال کیونکہ ہر چیز میں تو قرارداد نہیں لائی جاسکتی۔ ابھی میں ship-breaking میں بھی کل قرارداد لاوں کہ جی کمیٹی بنائیں ہم گیس پر بھی تو یہ ship breaking پر یہ میرے خیال عبدالخالق ہزارہ صاحب آپ کی حکومت ہے۔

جناب اسپیکر۔ اس کا اس طرح کرتے ہیں نا۔

شاء اللہ بلوچ۔ اگر آپ اس پر کمیٹی بنائیں تو ہم اس پر revisit کرتے ہیں سارے rules کو۔ جی جی thank you جناب اسپیکر۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت۔ اس میں شاء بھائی! آپ نے جو کہا مجھے revisit کرنے دیں آپ نے جو سوالات کیے ہیں، مجھے معلوم ہیں جس طرح میں نے کہا کہ 2016ء کے واقعات ہوئے ہیں 34 افراد ایک ناگہانی واقعہ ہوا تھا اسمیں وہ جھلس گئے۔ ان کے اموات ہوئے تھے۔ لیکن میں پھر یہی کہوں گا کہ آپ kindly جس طرح معدنی وسائل کے حوالے سے آپ نے کہا تھا کہ آپ اس طرح کا کوئی اگر بحث کرنا چاہتے ہیں کوئی موضوع رکھنا چاہتا ہے تو وہ دوسرا ہے۔ جہاں تک رہی بات آپ کے سوالات کی۔ تو آپ سوالات اس سے زیادہطمینان بخش سوالات کوئی دنے نہیں سکتا ہے۔ سارے جوابات موجود ہیں۔ ہاں اگر آپ اس پر چاہتے ہیں کہ مزید بحث ہو جائے تو نیا ٹائم مقرر ہو جائے۔

میرا خڑحیسن لانگو۔ اطمینان اگر سوالوں میں ہوتا تو ہم بہت سارے سوالوں میں جب اطمینان تھا تو ہم خاموش رہے۔ اطمینان سوالوں میں نہیں ہے جناب اسپیکر! کیونکہ وہ تو کہتا ہے تمام chemicals کی جانچ پر تال کی جاتی ہے۔ تو جناب اسپیکر! جن جہازوں میں آگ لگی تھی اس کا مطلب ہے جو یہاں پر جواب میں دیا گیا ہے کہ تمام chemicals اور تیل وغیرہ کو چیک کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ جواب میں تو وہ چیک ہوا ہی نہیں ہے اُس آنکھ میں آگ لگی اور اس میں 34 بندے جھلس گئے۔ آپ کا جواب بالکل

مشکوک ہے۔ ہم اس لیے کہتے ہیں کہ کمیٹی بنا کر اس کا بعد میں رپورٹ اسمبلی میں پیش کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ آپ کا point آگیا ہے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت۔ میرے بھائی! میں نے کہا اسکے بعد SOP بنایا گیا، جس کے points 17 ہیں۔ SOP بنایا گیا ہے اسکے بعد انکے 17 points میں کوئی بغیر سڑیفیکیٹ کا ہم کسی سے اُسے OK نہیں کر رہے ہیں۔ آپ اس سے باور کر لیں اور سوالات کی حد تک۔

جناب اسپیکر۔ وہ آپ سے پہلے ہوا ہے۔ عبدالخالق صاحب وہ آپ سے پہلے ہوا ہے۔ جی زیرے صاحب۔

نصراللہ خان زیرے۔ ثناء بلوج صاحب نے جو سوال کیا تھا اس کا انہوں نے اس دو تین ورق کے سیاہی تو یہاں پر ضرور ہے کہ یہاں پر یہ یہ ہیں۔ لیکن practically یہ ہے کہ شپ برینگ میں جوانہوں نے لکھا ہے اُس پر شاید دو فیصد بھی عمل نہیں ہو رہا ہے۔ یہ سارا ڈیپارٹمنٹ آپ کا چاہے ماحولیات کا ہیں۔ ایک منٹ آپ تو سنیں نا۔

عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت)۔ دیکھیں جی۔

جناب اسپیکر۔ آغا صاحب! بیٹھیں پھر آپ جواب آرام سے دے دیں۔ آغا صاحب آغا صاحب۔

عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت)۔ جو میں نے لکھا ہے جو میں نے سوالات کا جوابات دیئے ہیں۔

نصراللہ خان زیرے۔ آپ سنیں تو صحیح۔

جناب اسپیکر۔ آغا صاحب! آپ بیٹھیں پھر آپ دے دیں۔ ایک منٹ زیرے صاحب بیٹھیں۔

نصراللہ خان زیرے۔ میری بات سنیں۔

جناب اسپیکر۔ ایک منٹ سنیں۔

نصراللہ خان زیرے۔ جی جی فرمائیں۔

جناب اسپیکر۔ اس طرح آپ نہیں کہیں کہ میری بات سنیں۔ معزز اسپیکر کو اس طرح آپ وہ کر رہے ہیں۔ آغا صاحب! یہاں پر rule یہ ہیں کہ جب وہ question اپنے complete کریں پھر آپ اُٹھ کر اس کا جواب دیں۔ درمیان میں آپ نہیں اُٹھ سکتے جب تک اسپیکر آپ کو اجازت نہیں دے۔ kindly مطلب اس طرح پھر ماحول خراب ہو جائیگا۔

عبدالحق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ کھیل و ثقافت)۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں پتہ نہیں عملدرآمد کیوں کر رہے ہیں۔ جب وہ عملدرآمد نہیں کریں گے لیکن طور پر ہم اٹھیں گے ہم سوالات کا توجہ اپنے پرے کھے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ نہیں، پھر آپ مجھے اجازت دیں میں خود صحیح کروں گا۔

عبدالحق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ کھیل و ثقافت)۔ جی میں آپ سے اجازت مانگوں گا
— thank you

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔ جی۔

نصرالدین خان زیرے۔ جناب اسپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ یہ سوال بالکل بجا ہے۔ اور جو جواب آیا ہوا ہے۔ صحیح ہے کاغذ پر تو ہے۔ لیکن عملاً وہاں اس طرح نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو گزشتہ جو ایک سال پہلے 2 حادثات ہوئے، پہلا حادثہ ہوا۔ حکومت نے کہا جو بھی ماحولیات ڈیپارٹمنٹ، بی ڈی اے جو بھی اسیں ملوث تھے اس نے کہا کہ آئندہ نہیں ہوگا۔ چند ماہ کے بعد دوسرا ہوا۔ کوئی اختیاری مدد اپر نہیں اختیار کیا گیا۔ جو جہاز آتا ہے بس وہاں پر اُسکو آ کر کے لنگر انداز کر کے اس پر کام شروع ہوتا ہے۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ میں منشڑ صاحب سے یہ کہوں گا کہ اسکی تمام جو قانون سازی ہیں اس پر آپ توجہ دیدیں۔ ٹپ بریلنگ کی تمام قوانین انکا ہیڈ آفس انکے تمام وہ ہیں وہ صوبے کو منتقل کیا جائے تاکہ ہم۔ ابھی انہوں نے 35 کروڑ روپے کا ہم نے فائدہ اٹھایا۔

جناب اسپیکر۔ جی اس پر مزید question نہیں آئیں گے کیونکہ سپلیمنٹری ختم ہو گئے۔ تین ہو گئے۔
انجیسٹر سید محمد فضل آغا۔ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر۔ جی آغا صاحب! آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

انجیسٹر سید محمد فضل آغا۔ ہماری سپلیمنٹری باقی ہیں۔

جناب اسپیکر۔ نہیں سپلیمنٹری تین ہوں گے، آغا صاحب۔ اس سے آگے نہیں ہوگا۔ وہ میں نہیں بڑھاؤں گا۔

جناب اسپیکر صاحب! اگر سپلیمنٹری ختم ہو گئے بات یہ ہے کہ میرے خیال میں آج تک یہ پانچ میئنے اس ایوان میں ہوا ہے کہ ہماری جو treasury branches ہیں کوئی کمیٹی بنانے میں کرتاتے کیوں ہیں؟۔ جب ثاء بلوج نے کہا کہ اگر بالکل سب کچھ صحیح ہے تو اس پر کمیٹی بنائی جائے۔

جناب اسپیکر۔ نہیں نہیں، اس کا مقصد اس طرف نہیں تھا۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی۔ نہیں اُسی طرح ہے جناب اسپیکر! دیکھیں! یہاں پر قحط سالی کے حوالے سے دو مہینے ہم لوگوں نے یہاں پر مسلسل اجلاس کیے۔

جناب اسپیکر۔ یا آپ کا سپلیمنٹری نہیں بتتا ہے آپ اپنا سپلیمنٹری اگر ہیں تو بتا دیں نا۔ آپ کیوں اور چیزوں میں جارہے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی۔ جناب اسپیکر! میرے کہنے کا مقصد ہے۔

جناب اسپیکر۔ جس question کے کوئی چیز ہیں اسکو آپ لے آئیں نا۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی۔ آپ اس کو point of order تصور کریں۔

جناب اسپیکر۔ جناب کے سمجھیں۔ سوال کے دوران آپ point of order کیسے سمجھیں۔ آپ اُٹھا رہے ہیں؟۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی۔ جناب اسپیکر! آپ گنجائش نکالیں۔

جناب اسپیکر۔ نہیں ہوتا ہے اس میں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی۔ جناب اسپیکر! ہمیں تسلی جب کسی بات سے نہیں ہوتی۔

جناب اسپیکر۔ آپ سوال کریں تو جواب دیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی۔ تو میرے کہنے کا مقصد ہے کہ کمیٹی بنائی جائے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی۔ جناب اسپیکر قحط سالی پر۔

جناب اسپیکر۔ بس آپ کا point آگیا ملک صاحب! شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ اصل میں یہ ہے کہ شاء بلوج صاحب کی بھی بات صحیح ہے کہ منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن یہ ہے کہ کچھ کمیٹیاں ہیں اسکو دور کرنے کے لیے ویسے بھی ہمارے ہاں کمیٹیوں کا ابھی تک وہ نہیں ہوا ہے، مجالس قائمہ کمیٹی جتنے ہیں وہ اگر فوری طور پر بن جائیں اور یہ اگر اس طرح کی کوئی چیز ہیں وہ اسکو take over کریں اور آگے چیزوں کو بڑھادیں۔ تو دیکھتے ہیں کہ اگر منسٹر صاحب نے نہیں کیا تو اگلے جو کمیٹیاں بنتے ہیں اُسیں ایک کمیٹی میں اسکو بھیج دیتے ہیں۔

شاء اللہ بلوج۔ شکریہ جناب اسپیکر! میں صرف مختصر ادیکھیں! ہمارے مقصد اس صوبے میں بہت سے معاملات ہیں جو پوشیدہ رہے ہیں۔ جن پر کوئی بہتر کام نہیں ہوا۔ ہمارے کہنے کا مقصد ہے کہ جب کمیٹی بنتی

ہیں۔ دیکھیں کہیں آپ standing committee کی ایک environment کی بحث ہے اسکا mandate ہے اسکا environmental side کو دیکھنا۔ جب ہم نے یہ سوال کیا جس میں میں نے روینو کا بھی ذکر کیا۔ یعنی آمدن بلوجستان کوئی ہوئی؟۔ ہماری ماحولیات کو کیا نقصان ہوا؟۔ ہماری fisheries sector کو۔ توجہ میں کہیں کی بات کرتا ہوں تو اسکا mandate یہ ہوگا کہ اسکے تین چار پہلوؤں پر دیکھیں گے، وہ جائے گا کہ اگر اس سے ہمیں اچھی آمد نی ہو رہی ہے اور ہمارے اگر۔ مطلب 13 سالوں میں 35 کروڑ ملے ہیں اور کیا ہو سکتا ہے کہ 17 سالوں میں 35 ارب کی محصلی کا نقصان ہو گیا ہے ہمیں۔ تو دیکھیں کبھی کوئی لیدر شپ کوئی بات کرتا ہے۔

جناب اسپیکر۔ اس میں ثناء بلوج صاحب اس طرح کرتے ہیں۔

ثناء اللہ بلوج۔ ہاں۔

جناب اسپیکر۔ کہ منشہ صاحب ہیں۔

مشیر رائے وزیر اعلیٰ حکومتہ کھیل و ثقافت۔ جناب اسپیکر صاحب! اس طرح اگر آپ چلا میں گے کہ XX اٹھیں اپنی مرضی سے جو بھی بولیں، لندن میں ایک height park ہے جناب والا بھی وہاں پر جو بھی اٹھتا ہے irrelevant مطلب بتیں کرتا ہے۔ لیکن بعد میں کوئی منع نہیں ہیں۔ اس ہاؤس میں کم از کم اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر۔ عبدالحاق صاحب! اس طرح نہیں ہوتا ہے۔ relevant ہوتے ہیں سارے چیزیں ایسے ہیں۔

ثناء اللہ بلوج۔ اسپیکر صاحب! آپ میرے خیال میں خود مبرکو تھوڑا۔۔۔۔۔ (مدخلت)۔

آخر حسین لانگو۔ sir میں point of order پر ہوں جناب اسپیکر! پہلے تو منشہ صاحب اپنے الفاظ ٹھیک کر لیں۔ ہم یہاں XX پر نہیں کھڑے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ نہیں منشہ صاحب! اس طرح نہیں کہیں relevant ہیں، کمی پیشیاں ہیں۔

مشیر رائے وزیر اعلیٰ حکومتہ کھیل و ثقافت۔ جناب اسپیکر! میں نے کہا میں نے کہا کہ۔

جناب اسپیکر۔ میں آپ کیسا تھوڑے ہوں لیکن طریقہ کار جو بات کرنے کا وہ نہیں ہے آپ کا۔ جی۔

مشیر رائے وزیر اعلیٰ حکومتہ کھیل و ثقافت۔ سوالات کے انہائی تفصیل جوابات یہاں پر موجود ہیں لیکن اس کے باوجود۔

جناب اسپیکر۔ جی آپ بیٹھیں۔ بیٹھیں آغا جان! آغا جان! آپ بیٹھیں ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔ مجھے ایک منٹ دیدیں منٹ صاحب! مجھے ایک منٹ دیدیں۔ آغا صاحب! جی مجھے ایک منٹ دیدیں۔ عبدالخالق صاحب! یہ جو معزز ایوان ہے ناں اس میں جو طریقہ کار ہے بات کرنے کا اس میں ہونا چاہیے اور سوال کرنا اپوزیشن کا کام ہے اور اس میں آپ پر کوئی انگلی نہیں اٹھا رہے ہیں کہ آپ نے کوئی غلطی کیا ہے۔ جو چیز process ہو رہے ہیں وہ غلط ہیں environment ہمارا خراب ہو رہا ہے۔ اس کے بد لے میں ہمیں کچھ نہیں مل رہا ہے تو معزز جو ہمارے رکن اسمبلی ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس میں بہتری کس طرح لائیں؟۔ وہ آپ کی مدد کے لیے کہہ رہے ہیں۔ اس میں کوئی آپ کا نقصان نہیں ہے۔ کوئی اس طرح کی غلطی بت نہیں ہے۔ اگر آپ جواب دیتے ہیں تو اس ایوان کی تقدس کو دیکھیں کہ پامال نہیں ہو جائے۔ ناں کسی ممبر کی دل آزاری نہیں ہو۔

عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت)۔ نہیں اسپیکر صاحب صرف دکھ کی بات کہا میں نے۔

جناب اسپیکر۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو چیز مل رہا ہے وہ satisfy نہیں ہیں۔
عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت)۔ نہیں میں نے کہا جوابات سے satisfy نہیں ہے وہ اپنے تجاویز سے satisfy نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر۔ نہیں نہیں جواب سے satisfy ہیں۔ جواب سے satisfy ہیں۔
مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت۔ وہ تجاویزات دی ہوئی ہیں اسکے تجاویزات پر غور کیا جائے گا۔ اس پر جو ہیں انہوں نے کہا کہ بھائی اس کو جو ہے ناں روینیو کو زیادہ کرنا چاہیے میں۔ یہ یقین دہانی کراؤں گا کہ ان ساری باتوں پر انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے اسکے تجاویز آئی ہوئی ہیں ان تجاویزات کا بغور جائزہ لے کر ہم روینیو میدزیادہ کر رہے ہیں۔ environmental point of view سے ہم نے مذید اس پر کام کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ تو کچھ نہیں ہو گا۔

جناب اسپیکر۔ نہیں اس کا اس طرح کریں۔
مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت۔ یہ اپنی من مانی کہ اسکے لیے کمیٹی بنانا چاہیے۔ پہلے تو PAC کو وضاحت کر دیں۔

جناب اسپیکر۔ من مانی نہیں ہے آغا!۔ آغا جان! من مانی کی کوئی نہیں ہیں اس میں کمیٹیاں بنتے

ہیں۔ آپ کے اوپر نہیں ہے کیٹیاں بنتے ہیں کہ یونیکوس طرح بہتر کریں۔
انجینئر سید محمد فضل آغا۔ جناب اسپیکر! حکومتی نجخواںے حضرات اپنا رویہ درست کریں یہ وہ اسلام آباد
والارویہ یہاں پر نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں اپوزیشن ہے۔
جناب اسپیکر۔ نہیں اس طرح نہیں ہے۔
انجینئر سید محمد فضل آغا۔ میری گزارش سن لیں اپوزیشن نے ہمیشہ ثبت کردار ادا کیا ہے۔
جناب اسپیکر۔ وہ اس کو سمجھنہیں آیا کہ وہ شاید سمجھ رہا ہے کہ میرے سوال کے جواب میں۔
انجینئر سید محمد فضل آغا۔ میری گزارش تو آپ سن لیں جی ہم نے ہمیشہ شرافت سے کام لیا ہے ہم نے
تفحیک کی بات نہیں کی۔ ہم نے ہلکی پھلکی بات نہیں کی۔ ہم نے انکو accountable نہیں ٹھہرایا ہے۔ ہم
national interest میں صوبائی امنڑست میں بات کرتے ہیں اور جو بھی بات آتی ہیں وہ اس کی گورنمنٹ
کی scrutiny نہیں ہو رہی ہیں۔ اس پر ان کو تیخ پاؤ نہیں ہونا چاہیے۔ دوسرا بات یہ ہے کہ جوان کو لکھ کر دیا
جاتا ہے وہ کوئی صحیفہ قرآن نہیں ہوتا ہے، یہ حقوق پر مبنی ہیں۔ اس ہاؤس میں ہم آتے ہیں تو ہم صوبے کی بہتری
کے لیے اس سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لیے کوئی guideline کے لیے کرتے ہیں۔ ہم تو ان کی راہنمائی
کرتے ہیں۔ ہم ان سے cooperation کرتے ہیں اور یہ اٹھ کر کہتا ہے کہ XX-یہ XX جو لفظ ہیں ا
سکو واپس لے لیں۔ نہیں تو ہم اس پر strongly احتجاج کریں گے۔ ہم اس ہاؤس کو چھوڑیں گے۔ XX کا
کیا مطلب ہے۔ اس ہاؤس میں ہر کوئی معزز شخص ہیں جو بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں آپ ہو۔
مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت۔ آغا صاحب! آغا صاحب! XX کا مطلب میں نے۔
☆ بھگم جناب اسپیکر XX-XX-XX-XX-XX-XX-XX یہ الفاظ کا روای سے حذف کر دیئے گئے۔
انجینئر سید محمد فضل آغا۔ آپ ہوں یا نہ ہوں لیکن عبدالخالق صاحب! یہ نہ کوئی یونین کنسل ہے نہ
ڈسٹرکٹ کنسل ہے کہ یہ صوبائی اسمبلی ہے۔ ہاؤس میں اسپیکر سے اجازت لے کر آئندہ بولیں۔ آپ دیکھیں
اسپیکر سے اجازت لے کر بولا جاتا ہے اسپیکر کی اجازت کے بغیر نہ کوئی اٹھ سکتا ہے نہ کوئی بیٹھ سکتا ہے۔ براہ
مہربانی حکومت کے لیے مشکلات نہیں بنائیں اس اسمبلی کو ہم ایک مثالی اسمبلی بنانا چاہتے ہیں۔
جناب اسپیکر۔ انشاء اللہ۔
انجینئر سید محمد فضل آغا۔ ہمیں مل کر چنانا چاہتے ہیں یہ رویہ ان کو درست کرنا چاہیے۔ شکریہ جناب۔
جناب اسپیکر۔ شکریہ آغا صاحب۔ جی نائل صاحب۔

قادر علی نائل۔ شکریہ جناب اپیکر۔ ہمارے معززار کان نے ہمارے جو ship-breaking yard جوانہ سڑی ہے اُس حوالے سے جو سوالات ہوئے۔ اور اُسکے بعد جنمی سوالات اور مسلسل ہمیں اچھی طرح احساس ہے کہ یہ بلوچستان اسمبلی ہے اور اس مقدس ایوان کی تقدیس کیا ہے۔ نہ ہم اسکو ٹوٹرکٹ کو نسل سمجھتے ہیں۔ نہ ہم اسے یونین کو نسل سمجھتے ہیں۔ لیکن جو باقی قابل احترام منظر نے کی ہیں۔ اُس حوالے سے جو جوابات موصول ہوئے ہیں۔ اُس کے بعد جو کمیٹی بننے کی بات تھی۔ تو اُس حوالے سے بات بتائی گئی ہے کہ ہماری حکومت جو ہے وہ دیکھ رہی ہے کہ جا کر سروے کر گی۔ اُس پر آ کے آپ کو مطمئن کر گی۔ مزید روٹ پیش کریں گے۔ اُس میں اگر کمیٹی بننے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے۔ اُس سے پہلے ہم آپ کو مطمئن کر لیں۔ تو اس میں مزید بحث کرنے کی میرے خیال میں گنجائش نہیں ہے کہ سارے کھڑے ہو جائیں اور اس پر بات کریں۔

جناب اپیکر۔ جی نائل صاحب! آپ بیٹھیں۔ میں دو منٹ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ طریقہ کار ہوتا کیا ہے۔ ایک منٹ مجھے دیدیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ kindly

قادر علی نائل۔ جناب اپیکر! جب اس ایوان میں آئے ہیں۔ تو ہمیں شاید کچھ معلومات ہیں اس حوالے سے بات کر رہا تھا۔

جناب اپیکر۔ kindly بیٹھیں۔

قادر علی نائل۔ لیکن یہ حکومت کی طرف سے بتا رہے ہیں۔ مطمئن کرا رہے ہیں۔ کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔ اس پر کام ہو رہا ہے۔ باقی آپ کی روئگ را پنی جگہ پر۔ لیکن ہم یقین کرتے ہیں کہ ہم اس پر کام کریں گے۔ جو کام ہوا ہے۔ وہ انکی حکومت جو پچھلے چالیس سالوں سے جو بتا رہے ہیں۔ آغا صاحب! اس سے پہلے انہوں نے اس ایوان کو کس طرح چلا�ا ہے۔ ہم اچھی طرح آگاہ ہیں اس سے۔

جناب اپیکر۔ جی نائل صاحب۔ اس میں آپ کا پوچھنٹ آگیا۔ اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ جو ہاؤس کا مقصد ہے۔ یہ جو ہاؤس میں آپ بیٹھے ہیں۔ اس میں اگر کوئی بہتری کیلئے یا یونیورسٹی کیلئے یا کسی چیز میں ہو۔ وہ آپکا already کمیٹیاں ہیں۔ کمیٹیاں بنانا، کوئی کسی کی بے عزتی نہیں ہے۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کمیٹیاں ہیں۔ ابھی کمیٹیاں نہیں ہیں۔ معزز رکن کا مقصد یہ ہے کہ جب تک وہ کمیٹیاں نہیں بنتے ہیں۔ ایک ذیلی کمیٹی بنادیں۔ جس میں نظر ہو۔ ایک، دو اپوزیشن کے ہوں۔ اور اپیکر اس میں ہو۔ اُس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ نہ اس میں کسی کی بے عزتی ہے۔ یہ بلوچستان کی بہتری کیلئے۔ اگر یونیورسٹی کے لئے اگر کسی جگہ پر آپ assist کوئی کر رہا ہے۔ میرے خیال میں اسیں ہمیں کوئی غصہ نہیں کرنی چاہیے۔ کسی اسیں اپنی بے عزتی محسوس نہیں کرنی

چاہیے۔ یہ ہمارا ہاؤس ہے۔ اس ہاؤس میں چیزیں آتی ہیں۔ اس لیئے کہ چیزوں کو ہتر کریں۔ اور منظر صاحب کی assist کریں۔ تاکہ وہ کہیں پر اسکو ہمیں تھوڑی بہت اگرانفارمیشن ہے۔ ہم منظر صاحب کو دینا چاہتے ہیں۔ اس میں میرے خیال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت)۔ دُکھ کی بات کہاں پر ہے؟۔ کہ سوالات آپ

نے پوچھا ہے۔ سوالوں کا detail میں ہم نے جو سولہ جوابات دے دیئے۔

جناب اسپیکر۔ آپ کے بالکل سوالات میں کوئی وہ نہیں ہے۔ آپ کے سوالات صحیح ہیں۔ جوابات بھی صحیح ہیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت۔ ایک بات آپ kindly مجھے تو سُن لیں۔ کم از کم یہ بیس، بیس منٹ۔ پچیس، پچیس منٹ یہاں پر speech کرتا ہے۔ آپ کسی کو روکنے نہیں ہیں۔ مجھے آپ kindly تو دے دیں ایک منٹ تو آپ دے دیں مجھے۔

جناب اسپیکر۔ عبدالخالق صاحب ایک منٹ مجھے سنیں۔ آپ کے سوالوں کے جوابات کے حوالے سے اور آپ کے بات کرنے کا طریقہ سے کیوں یہاں پر مسلسل ہوئے؟۔ already چار، پانچ ڈیپارٹمنٹ یہاں سے گزرے ہیں۔ لیکن کسی کا اسٹریم مسئلہ نہیں ہوئے ہیں؟۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت۔ جناب اسپیکر! یہاں پر لوگوں کو فاشٹ کہا گیا۔ آپ نے کوئی بات نہیں کہا ہے۔ آپ کی طرف سے کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ یہاں پر ہمارے ایک Honorable female Member کو جو ہے فاشٹ یہاں پر کہا گیا۔ آپ فاسزم کا کوئی سمجھتے ہیں؟۔ یہاں پر کوئی روک ٹوک نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر۔ کس نے کیا ہے؟۔ فیملی کو لیا کہا ہے؟۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت۔ فاشٹ بولا ہے۔

جناب اسپیکر۔ کس نے؟ کہاں کس نے بولا۔ کب بولا ہے؟۔

عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت)۔ جس کسی نے بولا ہے بولا ہے۔ میں ابھی کیا کروں۔

جناب اسپیکر۔ کہاں کس نے بولا ہے؟۔ کب بولا ہے؟۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت۔ جناب اسپیکر! میں اس پر نہ تنخ پا ہونے کی کوشش کر رہا ہوں۔ نہ

ہونے جا رہا ہوں۔

جناب اسپیکر۔ کب بولا ہے؟ کس نے بولا ہے؟۔۔۔ (مداخلت)۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ ملکہ کھیل و ثقافت۔ جناب اسپیکر! یہ پہلے کی بات ہے۔ دو، تین دن پہلے اس کو حذف کیا گیا۔

جناب اسپیکر۔ کس کے ظام پر؟۔ اگر وہ اُسمیں ہوا تھا۔ وہ حذف کیا گیا۔ وہ بھی اچھی بات ہے۔ پچھلے sitting میں ہوا ہے۔ لیکن اُسکو حذف کیا گیا تھا۔ ابھی بھی آپ نے کہا۔ XX اُس کو بھی حذف کیا گیا ہے۔ **مشیر برائے وزیر اعلیٰ ملکہ کھیل و ثقافت۔** جناب اسپیکر! میں کسی کمیٹی سے خدا نخواستہ اس طرح نہیں ہوں کہ اُس سے اُس سے میں کہوں کے کمیٹی نہیں بنانی چاہیے۔ میں نے کہا ایک سوال proper طریقے سے آپکے پاس آیا ہے۔ میں پانچ سال ٹاؤن ناظم میں بھی میں بھی اسی طرح اسپیکر رہا ہوں۔ پانچ سال ریکارڈ بھی پڑا ہوا ہے بلوچستان میں۔ پاکستان کاریکارڈ ہے۔ سب سے زیادہ اجلاسیں ہم نے چلائی ہیں۔ مجھے معلوم ہے۔ ہاؤس کا آداب میں جانتا ہوں۔ سارے میرے دوست یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپکا ایک سوال آیا ہوا ہے۔ اس کے بعد اگر آپ کو اطمینان نہیں ہے۔ آپ مزید سوالات کریں۔ آپ قرارداد لائیں۔ آپ تجاویز دیدیں۔ میں یقینی طور پر جو بھی good تجاویز آئے گی۔ ہم اُس پر عملدرآمد کریں گے۔ ہماری حکومت کی کوشش بھی یہ ہے کہ ہم کرپشن پر قابو پالیں۔ میں نے کل کہا تھا آپ سے کہ میں نے جو ہے ایک آپکے سوالات اطمینان بخش نہیں ملے تھے۔ آج ہم نے ایکشن لیا ہوا ہے۔ تو حکومت انکا حل اس طرح نکالے گی۔

جناب اسپیکر۔ اس طرح کرتے ہیں عبدالخاق صاحب بات سنیں۔ ایک منٹ مجھے بولنے دیں۔

میرا خڑھسین لانگو۔ اس پر honorable minister کیلئے۔ دیکھیں جناب اسپیکر! ہم سب معزز اکیلن اس اسمبلی میں ہیں۔ ہم اگر سوال پوچھتے ہیں۔ جب تک ہمارا سوال پڑا ہوا ہے۔ اگر ہم مطمئن نہ ہوں اُس سے۔ تو سوال پوچھنا۔ اُس پر اپنے آپ کو مطمئن کرنا ہمارا حق ہے۔ دیکھیں جناب اسپیکر! نہیں۔ نہیں۔ اس میں جو۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب اسپیکر۔ لانگو صاحب! وہ اس میں مطمئن ہیں۔ لیکن جو revenue generate ہو رہے ہیں۔ یہ اس میں مطمئن نہیں ہیں۔

میرا خڑھسین لانگو۔ نہیں نہیں جناب اسپیکر! اس میں میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔ جناب

اسپیکر! عبدالحق بھائی نے کہا کہ ڈیپارٹمنٹ نے جواب بالکل بڑی تفصیل کے ساتھ انہوں نے ایک دو صفحوں کا جواب دیا ہے۔ جن چیزوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ جن measures کا انہوں نے ذکر کیا ہے کہ ہم یہ یہ ہمارے measures ہیں۔ ہم اس طریقے سے کر رہے ہیں۔ لیکن جناب والا! جو گزشتہ واقعات پیش آئے ہیں۔ انہوں نے خود ان کے اُس طریقہ کار پرسوالات اٹھادیے ہیں۔ ہم نے نہیں اٹھائے ہیں۔ یہ چونتیس بندے ہم نے نہیں اٹھائے۔ انہوں نے کہا ہم کیمیکلز، تیل وغیرہ یہ سارا ماحولیات کے حوالے سے اُس کو چک کرتے ہیں۔ اُسکے بعد شپ بریکنگ تو وہ ٹینکر ز۔

جناب اسپیکر۔ وہ پرانی ہوئی ہے۔ ابھی وہ بہتری کر رہے ہیں۔

میرا خڑھیں لانگو۔ تو ہم اسی لیئے کہتے ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ کو بہتر کرنے کیلئے جو انگلی خامیاں ہیں۔ انگو بہتر کرنے کے لیئے اگر کمیٹی بن جائے تو اس میں قباحت کی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ جی منشہ صاحب۔

دنیش کمار۔ جی ہم نے S.O.P. بنایا ہوا ہے 2016ء کے بعد S.O.P. بنایا ہے۔ ابھی S.O.P. کا مطلب یہ ہے کہ standard operating procedure points کو طے کرنے کے بعد اس پر عملدرآمد کرنے کے بعد۔ تب جا کر شپ بریکنگ ہو گا۔ اور میں بہت سارے نکات ہیں۔ آپ kindly کم از کم انگو پڑھ لیں۔ میں نے اٹھایا تھا 2016ء میں ہوا ہے۔ اُسکے بعد ہم نے احتیاطی تدابیر لیئے ہوئے ہیں۔ ایس او پی بنایا ہوا ہے۔ یہ ساری چیزیں ہوئی ہیں۔ ایک جو شنازع بلوچ صاحب ہے۔ انہوں نے کہا کہ revenue generate ہم ٹھیکیاروں کو، مالکان کو یہ مطمئن کر سکیں کہ وہ ساتھ شپ بریکنگ کو بھی زیادہ کریں۔ اور مذکورہ کے ساتھ سے ہم ایک سارے تدابیر بنائے ہوئے ہیں۔ ہم نے انگو چھبیس ایجو ٹینس دیئے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کیلئے پلانٹیشن کیئے ہوئے ہیں۔ ہم نے انکی احتیاط کیلئے ایجو ٹینس وہاں پر ہیں۔ وہاں پر رسکیو کرنے کے لیئے بہت سارے تدابیر ہیں۔ جو یہاں پر mention ہو چکا ہے۔ صرف یہ ان سولہ سوالوں کے جوابات تو پڑھ لیں۔

پھر یہ مطمئن ہو جائیں گے۔ باقی ضرورت نہیں رہے گی۔

جناب اسپیکر۔ جی شکر یہ منشہ صاحب۔ ایک منٹ مجھے دیں۔ جی آپ بات کر لیں۔ میں نے رو لنگ نہیں

دی۔ میں نے کہا کہیاں بننی چاہیے۔

دنیش کمار (پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ محکمہ حج و اوقاف)۔ تجویز دی ہے نا؟۔ میری ایک عرض ہے۔ ہمارے لیئے معزز ہیں۔ اور اچھی تجویز دی ہے شاء بلوج صاحب نے۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ اچھی تجویز ہے۔ انکے دل میں بھی صوبے کاغم ہے۔ ہمارے دل میں بھی۔ ہم کہتے ہیں کہ صوبے کا روینوزیادہ ہونی چاہیے۔ بالکل صحیح ہے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔ منظر میں اینڈ جی اے ڈی صاحب۔ ایں این جی اے ڈی کا کس چیز کا منظر ہیں آپ؟۔

دنیش کمار۔ تو آپ نے تو کہا ہے کہ جیسے ہی کہیاں بنیں۔ آپ انہیں دے دیجئے گا۔ بحث کو ختم کر لیں۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔ عبدالخالق صاحب۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہمیں پتہ ہے کہ آپ کے سارے قربانیوں کا۔ جس قربانیوں کے بعد آپ یہاں پڑائے۔ اور وہ سینئر بھی ہیں۔ اب یہاں پہنچیں تو آپ لوکل باڈیز میں بہت سارے چیزیں۔ لیکن آپ اپنی wording دوبارہ اُس میں دیکھیں۔ انسان سے ہو جاتا ہے۔ وہ بات اُس سے نکل جاتی ہے۔ تو جس سے چیزیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن آپ ہمیں سب کچھ آپ کا احترام کا بھی پتہ ہے۔ آپ کی قربانیوں کا پتہ ہے۔ آپ کام کرنا چاہتے ہیں۔ جسکی وجہ سے آپ کی کمیونٹی نے آپ کو یہاں پر بھیجا ہے۔ اور دوبارہ آپ کی سیٹ اب جو ایک سیٹ آپکا آپ سے نکل گیا تھا۔ دوبارہ آپ نے وہ لائے۔ کمیونٹی نے بہت بڑا آپ پر اعتماد کر کے یہاں پر بھیجا ہے۔ اور آپ کی کمیونٹی کو بھی جانتے ہیں۔ جو چیزوں کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔ خاص کر ماحولیات کے حوالے سے۔ صفائی کے حوالے سے۔ آپ کی کمیونٹی الحمد للہ باقی چیزوں سے بہت آگے ہے۔ ایجوکیشن میں دیکھیں۔ تو ہم بہت امید کریں گے کہ آپ اس چیز کو revisit کریں گے۔ میرے خیال میں ایک دو مہینے میں اس میں دیکھیں کہ ہم روینو کو کس طرح زیادہ کریں گے۔ ہم آپ کی قابلیت اور اُس پر ہم نہیں جانتے ہیں۔ اگر نہیں ہوتا ہے۔ پھر اسکو دوبارہ شاء بلوج صاحب لے کر آتے ہیں۔

شاء اللہ بلوج۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ مجھے دیسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ بلوچستان میں کسی اچھی تجویز کے اوپر بھی اتنے تکلیف دہ امر سے گزرنا پڑیگا۔ دوست آپس میں اڑ جھگڑ کر شیئر کریں گے۔

جناب اسپیکر۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔

شاء اللہ بلوج۔ ہم سب ماشاء اللہ سے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ اور جب اس اسمبلی میں فورم پر اس طرح کی

چیز لائی جائیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا۔ اس کو کہتے ہیں cost benefit analysis یعنی ہم نفع و نقصان کا جو ہے اندازہ ماحولیات۔ محکمہ فشریز۔ ہماری روینو۔ اسکو لوگا نے کیلئے یہ کمیٹی بنی چاہیے تھی۔ لیکن اگر وہ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں روینوزیا د ہو۔ ماحولیات بہتر ہو۔ میں آئندہ اس طرح کے سوالات ہی ماحولیات والوں سے نہیں کروں گا۔

جناب اسپیکر۔ نہیں۔ نہیں انشاء اللہ کرنی چاہیے۔ نہیں نہیں گورنمنٹ کا کام ہے۔ گورنمنٹ کو صبر اور تحمل سے سنتا ہے۔ اپوزیشن کا کام ہے۔ جذبات میں بھی آ جائیں۔ تو اپوزیشن، گورنمنٹ تحمل سے کام کریں۔ کیونکہ آپ گورنمنٹ ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ جب کوئی بندہ صاف ہوتا ہے نا۔ وہ پھر جذباتی ہو جاتا ہے۔
شاء اللہ بلوچ۔ sir! یہ وہ کمیٹی نہیں بنائیں۔ ہم اپوزیشن اپنی کمیٹی بنائیں گے۔ ہم گذانی جائیں گے۔ ہم ماحولیات کے حوالے سے۔

جناب اسپیکر۔ جی آپ کر سکتے ہیں۔
شاء اللہ بلوچ۔ روینو کے حوالے سے۔ ہم بالکل جائیں گے۔ بلوچستان ہمارا صوبہ ہے۔ ہمیں ان کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنی کمیٹی بنائیں گے۔ ہم جا کر visit کریں گے۔
جناب اسپیکر۔ آپ visit کر کے ہمیں دے دیں۔

شاء اللہ بلوچ۔ آپ کے تعاون کی ہمیں ضرورت ہوگی۔ اور آپ کو انشاء اللہ ساتھ ہیلائیں گے۔ Thank you very much۔ ہم اپنی کمیٹی خود بنالیں گے۔
جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔ جی میٹھ کرباتیں نہیں کریں please۔ جی ہوم منشہ صاحب! بات کریں۔
کافی دنوں کے بعد ہم آپکو دیکھ رہے ہیں۔

وزیر محکمہ داخلہ و قیل خانہ جات و پیڈی ایم اے۔ میں حکومت کی طرف سے اپوزیشن کے دوستوں کو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپکی باتوں کو تلقید کو ہم ہمیشہ سنتے ہیں۔ آج ہمارے دوست نے اگر کوئی جذباتی بات کی ہے۔ آپ نے feel کیا ہے۔ ویسے آپ لوگ تین، تین۔ چار، چار سے کم بھی بولتے نہیں ہیں۔ تو اس رویہ کو بھی آپ نہیں کریں۔

جناب اسپیکر۔ اپوزیشن کا کام یہی ہے۔
وزیر محکمہ داخلہ و قیل امور و پیڈی ایم اے۔ بلوچستان جس طرح ہمارا ہے۔ جس طرح آپکی ہے۔ آپ بالکل اپوزیشن اپنی کمیٹی بنادیں۔ جا کر چکر لگا کر آ جائیں۔ لیکن ہماری حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ایسی چیزوں

کو دیکھنا۔ ہم اپنی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ روئیوں کی جہاں تک بات ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے دوست بھی اپنے روئیوں میں تبدیلی لا سکیں۔ اور آغا صاحب جیسے بزرگ لوگ صرف حکومت کو ملامت نہیں کریں ”کہ آپ کارویہ ٹھیک نہیں ہے“۔ جب وہاں سے بھی چار، چار۔ پانچ، پانچ لوگ بولنے لگتے ہیں تو ذرا پیچھے بھی دیکھا کریں آپ۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر۔ جی شکر یہ۔ لیکن یہ ہے کہ ضیاء لانگو صاحب! آپکو بھی پتہ ہونا چاہیے کہ جب گورنمنٹ میں آپ ہوتے ہیں نال تو اپوزیشن کا کام ہی یہی ہے۔ گورنمنٹ کو تخلی سے۔ گورنمنٹ کو بُردباری دھانی پڑتی ہے۔ بہت چیزیں اگر وہاں پر سختی بھی آ جاتی ہے تو گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ cool down کریں۔ کیونکہ آپ کی گورنمنٹ ہے۔ چیزوں کو آپ نے آگے بڑھانا ہیں۔

جناب عبدالواحد صدیقی۔ صاحب اپنا سوال نمبر 110 دریافت فرمائیں۔
عبدالواحد صدیقی۔ سوال نمبر 110 پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

☆ 110. جناب عبدالواحد صدیقی رکن اسمبلی

کیا وزیر انرجی از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع پشین کی تحصیل برشور اور کاریزات کے مختلف علاقوں میں بھلی کے کھبے اور ٹرانسفار مر مہیا کرنے زیر یغور ہے تفصیل بھی دی جائے؟۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ مذکورہ تحصیلوں کے کن کن علاقوں میں مہیا کیے گئے ہیں اور ان پر کل کس قدر لگت رقم خرچ ہوئی ہے نیز مذکورہ تحصیلوں کے کن کن علاقوں میں مذید کھبے اور ٹرانسفار مر مہیا کرنے زیر یغور ہے تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر محکمہ انرجی

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) تحصیل برشور کاریزات کیلئے پی ایس ڈی پی کی جاری کردہ سیکم مالی سال 2015-16 کے لئے تخصیب بھلی کے کھبے اور ٹرانسفار مر پر مبلغ 46 ملین اور مالی سال 2017-18 کے لئے مبلغ 22 ملین مختص کئے گئے تھے جو کہ کوئی الیکٹرک سپلائی کمپنی کو مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ جنکی تفصیل خیتم ہے لہذا اسمبلی لا سہریری میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور اسکے علاوہ مذکورہ بالا علاقے میں مزید تخصیب کھبے اور ٹرانسفار مر کی گنجائش موجود ہے چونکہ علاقے کو 33 کے وی گریڈ اسٹیشن سے بھلی کی ترسیل کی جا رہی ہے جسکی استعداد علاقے کی مناسبت سے کم ہے اور علاقہ مکینوں کو کم و لیٹج

بجلی کے مسائل درپیش ہیں جسمیں مزیدرانا سفار مر اور کھبے کی تعسیب تکمیلی حاظ سے ناموزوں ہے اس ضمن میں سفارش کی جاتی ہے کہ برشور کیلئے 132 کے وی گرڈ اٹیشن منظور کیا جائے تاکہ علاقہ ہذا کے بجلی کے مسائل حل ہو سکیں۔

جناب اسپیکر۔ منستر موجود ہے یہاں پر؟۔ انرجی کا منستر کون ہے؟۔

عبد الواحد صدیقی۔ تو جناب والا! جو جواب دیا گیا ہے۔ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہماری تحصیل برشور جو کہ 1 لاکھ 3 ہزار 6 سو 6 افراد پر مشتمل آبادی ہے۔ جس کی کل گھرانے جس طرح 17 ہزار 3 سو 43 ہیں۔ جبکہ انکی اسکواڑ میں 18 سو بنتا ہے۔ آج تک کوئی دس سال پہلے۔ پانچ سال پہلے پندرہ سال پہلے۔ گیارہ ہزار کی لنک لائن لگی ہوئی ہیں۔ آئے روزوہاں بجلی ہے نہیں۔ آئے روزوہاں سے چوروہ تاریں اٹھا کر لے جائیں۔ ایک، دو دفعہ تو ہم لوگوں نے خود اسکو پکڑا بھی۔ انتظامیہ کے حوالے بھی کیا۔ لیکن کوئی فرق نہیں پڑا۔ وہ بدستور وہ عمل جاری ہے۔ چونکہ عرصہ تین سال یا چار سال سے مسلسل ہم اس عمل میں مصروف ہیں کہ ایک لاکھ سو تیس ہزار کے وی گرڈ اٹیشن اگر نہ بنادی جائے۔ وہاں پوزیشن یہ ہے کہ اس جدید اور میں بھی 48 گھنٹوں میں صرف ایک گھنٹہ بجلی ملتی ہے۔ چونکہ انسانی بنیادی ضروریات پر مشتمل ہے۔ تو kindly آپ سے گزارش ہے۔ جس طرح انہوں نے جواب میں بھی یہی لکھا ہے کہ جب تک ایک لاکھ سو تیس ہزار کے وی گرڈ اٹیشن نہ بنادی جائے۔ تب تک یہ بجلی صحیح نہیں ہوگا۔ تو یہ شکایت ہمیں ہے۔ kindly ایک جنگی بنیادوں پر اس گرڈ اٹیشن کو بنایا جائے۔ تاکہ ہم لوگوں کی بنیادی ضرورت بھی پورا ہو۔ اور ہماری تاریں بھی نج جائیں۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر۔ جی منستر صاحب۔

محمد بنین خان خلمجی۔ میرے معزز رکن صحیح فرمار ہے ہیں۔ اور اس میں وفاقی PSDP میں جناب اسپیکر صاحب! اس کوڈال چکے ہیں۔ تاکہ اُدھر ایک سو سو تیس کے وی لگیں۔ اور اس سے علاقے کو فائدہ ملے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے کل ڈیپارٹمنٹ سے بریفنگ لی ہے۔ اور میں نے اُدھر سیکرٹری صاحب سے بھی بات کی کہ جو بھی ہمارے ارکان ہیں۔ اسمبلی کے ممبران ہیں۔ انکے pending schemes بہت کیسکو میں ہیں۔ اور کوئی تین سال سے کوئی چار سال سے وہ کیسکو کام نہیں کر رہا ہے۔ تو میں انشاء اللہ انکے اور بھی سب ارکان کو بلا کر باقاعدہ طور پر کیسکو کے ساتھ میٹنگ کر کے انکے جو pending کے کام ہیں۔ وہ بھی کریں گے۔ اور یہ مزید بھی میرے ساتھ ہیں۔ میں اسلام آباد جاؤں گا تو یہ بھی کوشش کروں گا کہ تاکہ یہ کام ہو جائے۔ اب انکو

مزید کچھ چاہیے تو انشاء اللہ کل، پرسوں میں ملاقات کرتے ہیں۔ تو انکے ساتھ مزید ہم تعاون کرنے کیلئے تیار ہیں۔

عبدالواحد صدیقی۔ جی ہمیں کام سے غرض ہے۔ اگر ہمارے متعلقہ وزیر صاحب یا مشیر صاحب ہمیں یہ یقین دھانی کرتے ہیں کہ آپ کی مشکل دُور ہو جائیں۔ تو seriously kindly اسکوڈ را لیں۔ اس لیے کہ ہمارے جو علاقوں کی پوزیشن ہے۔ اس وقت پوزیشن یہ کہ ہمارے جو گئے ہوئے تاریں اور کھبے وہ سارے اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ پورے اس بیالیں گھنٹے میں صرف ایک گھنٹہ بھلی انکو ملے بیچاروں کو۔ تو اس بقیہ علاقوں سے زیادہ serious میں گے۔

محمد بنیان خان خلجمی۔ اگلے ہفتے انشاء اللہ میں اور آپ میٹنگ بھی کر لیتے ہیں۔ اور وہ کیسکو والوں کو بُلا لیتے ہیں۔ تاکہ آپ کا مسئلہ حل ہو۔

جناب اپیکر۔ جی مطمئن ہیں؟ شکریہ۔

نصراللہ خان زیرے۔ اپیکر صاحب! ایسا ہے کہ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

جناب اپیکر۔ یہ چیز میں کی کیا کہانی ہے۔ نکال کر ہم کو چیز میں بنارہے ہوا بھی؟۔

نصراللہ خان زیرے۔ نہیں۔ ویسے کل یہاں چیز میں صاحب تھے۔

جناب اپیکر۔ وہ ترسوں ایک بیٹھا ہوا تھا پانچ منٹ کیلئے۔

نصراللہ خان زیرے۔ جی۔ جناب اپیکر ایسا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا جناب واحد صدیقی صاحب کے سوال کے جواب میں۔ یہ معاملہ تمام ممبران کے ساتھ ہے۔ بہت سارے تین، چار سال پُرانے کیسز کیسکو میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو kindly آپ اس حوالے سے وفاق سے بات کریں۔ اور وہاں سے ہمارے لیئے جو۔ یہاں ٹرانسفر مرنہیں ہیں۔ آپ کے بھلی کے پورنہیں ہیں۔ اور کیسز جو ہیں ناں تین سال پرانے ابھی تک پڑے ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے بھی آپ یقین دھانی کرائیں۔

محمد بنیان خان خلجمی۔ ایسا ہے کہ تین سال سے جناب اپیکر صاحب! چار سال سے۔ بلکہ چھ، چھ سالوں سے اسکیمیں لوگوں کی pending میں پڑی ہیں۔ اور کیسکو نے پیسے بھی لے لیئے ہیں۔ اور جو یہ کہہ رہے ہیں۔ صحیح کہہ رہے ہیں۔ انشاء اللہ ان سب کوئیں بُلا کرو کیسکو کے ساتھ میں میٹنگ کروں گا۔ انشاء اللہ کام ہو جائیگا۔

جناب اپیکر۔ جی شکریہ۔ وہ میرے خیال میں پہلے بھی منظر صاحب نے کہہ دیا تھا۔ جی شکریہ۔ جناب نصراللہ زیرے صاحب آپکے سوال کا جواب تو نہیں آیا۔ منظر بھی نہیں ہیں۔ اسلام اللہ بلوج صاحب ہیں۔

جو سابقہ وزارت کے وزیر ہے ہیں۔ ویسے بھی سارے اُس کو finger-tips پریاد ہیں۔ تو اُس سے جواب لے لیں؟۔

نہیں وہ سوال کا جواب وہ لکھا گیا ہے ”کہ سوال کا جواب موصول نہیں ہوا ہے“۔

جناب اسپیکر۔ تو موصول ہونے دیا آپ نے نہیں ہے۔ وہ منستر کو پیشی پر بحث دیا ہے۔ وہ پیشی پر ہے۔

نصراللہ خان زیرے۔ نہیں منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میرے خیال میں۔

جناب اسپیکر۔ اسد بلوچ صاحب ہیں۔ میرے خیال میں اگر اُس سے ہم لیتے ہیں۔

نصراللہ خان زیرے۔ نہیں پھر اگلے سیشن میں کریں گے۔ no-problem۔

جناب اسپیکر۔ اگلے سیشن میں کر دیں۔ شاید کسی اور کو منسٹری مل جائے۔

نصراللہ خان زیرے۔ ٹھیک ہے۔ اور جناب اسپیکر صاحب! میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔

جناب اسپیکر۔ کب آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کا اجازت نہیں لیا۔ ایسے ہی بول رہے ہو۔

نصراللہ خان زیرے۔ ابھی لے لوں گا۔

جناب اسپیکر۔ اچھا آپ بتائیں۔

نصراللہ خان زیرے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہوم منستر صاحب تشریف فرمائیں۔ اور الائی میں

اندوہناک واقعہ ہوا۔ اُس واقعہ کے خلاف ظاہری بات ہے کہ عوام احتجاج کریں گے۔ پُرانا احتجاج کریں گے۔

اور الائی میں ہو رہا ہے ابھی کوئی پر لیں کلب کے سامنے احتجاج جاری تھا۔ پھر ختم ہوا اُس

کے بعد پولیس نے 6 لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔ معصوم پولیٹکل ورکر ہیں۔ ان کو پولیس والے لیکر گئے ہیں۔ تو یہ

جمہوری حکومت میں اگر آپ تحریر و تقریر کی آزادی کا خیال نہیں رکھیں گے تو ہمارے پاس آئیں پاکستان ہے۔

جس کی آڑپلکل 8 سے لیکر 28 تک تحریر اور تقریر کی آزادی اور انسانی شرف کی آزادی۔ یونین سازی کی

آزادی اب کیونکر چھ activists کو انہوں نے ابھی ابھی گرفتار کئے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکر یہ۔ لیکن یہ ہے کہ آپ کو پہنچانا چاہیے کہ questions hour چل رہے ہیں اُس کے بعد آپ لاتے۔ لیکن اس کے بعد دے دیں جواب و سوالات کے بعد دے دیں۔ جتنے محکمہ زراعت

کے سوالات ہیں ان کو defer کیا جائے اگلے سیشن کیلئے۔

جناب شناء اللہ بلوچ صاحب! اپنا سوال نمبر 27 دریافت فرمائیں۔

☆ 27☆ جناب شناء اللہ بلوچ رکن اسمبلی 24 دسمبر 2018 کو مؤخر شدہ

کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں قیدیوں کو ازدواجی حقوق حاصل ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو کس قانون کے تحت یہ اگر جواب نفی میں ہے تو قیدیوں کی ازدواجی حقوق کیلئے اب تک قانون سازی نہ کرنے کی وجہات کیا ہیں تفصیل دی جائے؟۔

وزیر حکمہ سماجی بہبود

سوال ہذا کا براہ راست تعلق حکمہ سماجی بہبود و انسانی حقوق سے نہیں ہے جبکہ بالواسطہ طور پر معاملہ ہذا حکمہ داخلہ و قبائلی امور و جیل خانہ جات، حکومت بلوچستان سے متعلق ہے تاہم حکمہ داخلہ و قبائلی امور سے رابطہ کیا گیا جن کی فراہم کردہ اعلامیہ نمبری / No. S O (Prs) 2 - 94 / Bln - Jails 1/2009-24 محررہ 29 مارچ 2006ء پر یعنی ایکٹ 1974ء کی شق نمبر 59 بلوچستان پر یعنی زرداز 1975ء کے تحت قیدیوں کو سال میں 3 مرتبہ اپنی منکوحہ شرعی سے ازدواجی حقوق کی ادائیگی کا حق حاصل ہے۔ تاہم اس سہولت کی قیدیوں کو صوبہ ہذا میں عملًا مہیا کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں مزید وضاحت حکمہ داخلہ و قبائلی امور و اس کے متعلق G. اجیل خانہ جات ہی بہتر بتاسکتے ہیں۔

شناء اللہ بلوچ۔ thank you جناب اسپیکر!۔ میرے خیال میں یہ وہی سوال ہے جو میں نے پہلے دو ہر ادا تھا۔ میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔ اور محترم وزیر صاحب سے صرف یہ گزارش ہے کہ کوشش کریں کہ جیلوں میں جو سہولت ازدواجی تعلق کے حوالے سے قیدیوں اور خاندانوں کے درمیان اُسکے لئے جو سہولت درکار ہے اُنکو تلقینی بنانے کیلئے جو بھی پیشرفت ممکن ہے وہ کیتے جائیں۔

جناب اسپیکر۔ آپ مطمئن ہیں۔ لیکن منظر ضرور بولیں گے اُس پر۔ اسد بلوچ صاحب اور نہیں بولیں۔ میر اسد اللہ بلوچ (وزیر حکمہ سماجی بہبود اور نان فارمل ایجنسیشن)۔ شناء صاحب تو ایک سینٹر پارلیمنٹریں ہے۔ لیکن کبھی کبھی غلطی ہو سکتی ہے۔ یہ سوال مجھ سے متعلق ہے نہیں۔ سماجی بہبود سے متعلق ہے نہیں۔ یہ سوال ہوم ڈیپارٹمنٹ، جیل خانہ جات جو ہے وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے لیکن پھر بھی اُس کے تسلی کیلئے ہم نے جواب دی ہے۔ ہمارے سینٹر دوست نے صحیح کیا ہے، کہیں ٹائپنگ میں غلطی ہوئی ہے۔ لیکن یہ مجھ سے متعلق نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ منظر صاحب! آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے لیکن آپ کے جواب سے بھی

مطمئن ہیں۔

میرا سداللہ بلوچ (وزیر حکمہ سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن)۔ وہ تو سمجھدار ہے۔

جناب اسپیکر۔ جی شاء اللہ بلوچ صاحب۔

شاء اللہ بلوچ۔ Thank you جناب اسپیکر۔ میں تو چاہ رہا تھا شاید اسد صاحب خود بھی وہ سمجھدار دوست ہے Parliamentarian ہے۔ اگر کوئی سوال اُنکے مکھے سے متعلق نہ ہو تو وہ جواب بھی نہیں دے دیتے۔ اسکا بھی میں تعلق تاؤ نگاہ کیسے آپ کے مکھے سے بتتا ہے۔ ہر انسان جس طرح بلوچستان میں اس وقت سماجی بہبود کا شعبہ انسانوں کی سماجی بہبود پر کام کر رہا ہے۔ تو قیدی انسان ہیں، اور یہ جو سوال ہے یہ مسلک ہے اُنکے قیدیوں کے سماجی تعلق اور بہبود سے متعلق ہے۔ اسی لئے جب یہ ہوتا ہے۔ یہ inter-link ہے۔ میں نے جس طرح کہا کہ گذانی والا سوال تین مختلف مکھموں کے ساتھ مسلک ہے۔ کبھی کبھی چیزیں اسکا اسمیں بالکل کوئی شک نہیں ہے اسکا براہ راست تعلق جیل خانہ جات سے ہے لیکن اس پر جو سارا کام ہوا انسانی حقوق کی تنظیمیں، سماجی بہبود کے مکھے، چاروں صوبوں میں اور مکمل جیل خانہ جات نے تینوں نے مل کے بیٹھ کر یہ جو Act Prison-Sal میں 3 سے 4 مرتبہ دیا جائے۔ اسکی نویقہ میں کی کاپی بھی لگی ہے، اسی لئے میں کہہ رہا تھا کہ آپ اور مکھے جیل خانہ جات آپ میں مل کر کوشش کریں کہ قیدیوں کی سماجی اور بہبود سے متعلق جو فیصلہ ہے اسکوں طریقے سے implement کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ اسد بلوچ صاحب! آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

میرا سداللہ بلوچ (وزیر حکمہ سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن)۔ اس پر میں بحث کرنا نہیں چاہتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ جہاں کہیں سے ہر انسان سے غلطی ہو سکتی ہے۔ کہیں وہاں سے تھوڑی بہت غلطی ہوئی ہے، فلسفہ نہیں پڑھا ہے ہم نے۔ میں اور آپ اکھٹے B.Sc میں رہ چکے ہیں۔ ہم اس پر debate کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ جو میں نے بات کی اُس نے سمجھی۔ آئندہ کلیئے چیزوں کو صحیح کریں۔

جناب اسپیکر۔ نہیں اس میں غلطی دونوں طرف سے ہے۔ اگر اس نے سوال کیا تو آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے جواب بھی دے دیا ہے۔

میرا سداللہ بلوچ (وزیر حکمہ سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن)۔ جناب اسپیکر صاحب! اس میں واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ جو سوال ہے ہم سے متعلق نہیں ہے۔ لیکن ہم نے پھر بھی جواب دی ہے۔ اس کو اگر لیجا چاہتے ہیں تو

لما با پوڑا debate ہو گا۔

جناب اسپیکر۔ نہیں! وہ تو مطمئن ہے۔ وہ آپ کے جواب سے مطمئن ہے۔ لیکن آپ سے related نہیں تھا پھر بھی آپ نے جواب دیا، پھر بھی وہ مطمئن ہے۔ کیونکہ آپ بہت سینئر ہیں۔ ان چیزوں کو جانتے ہیں۔ مطمئن کس طرح کرتے ہیں۔ جناب شناع اللہ بلوچ صاحب! اپنا سوال نمبر 28 دریافت فرمائیں۔

28☆ جناب شناع اللہ بلوچ رکن اسمبلی 24 دسمبر 2018 کو موخر شدہ

کیا وزیر قدرتی آفات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ قدرتی آفات نے اپنی پی ڈی ڈبلیو پی کی منعقدہ میئنگ میں ریسکیو سروس 1122 کے قیام کی منظوری دی تھی؟ بعد ازاں مذکورہ ریسکیو سروس میں ملازمین کی تعیناتیاں بھی عمل میں لائی گئی۔ اور ان ملازمین کی تربیت کیلئے 28 لاکھ کی ایک خطری قم مختص کر کے انھیں تربیت بھی دی گئی لیکن کچھ عرصہ ملازمت کرنے کے بعد یہ ملازمین فارغ کر دیئے گئے؟۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان تعینات کردہ ملازمین کو برطرف کرنے کی وجہات اور کیا مذکورہ ریسکیو سروس کا کام صرف آلات کی خریداری اور ریسکیو اسٹیشنر کی تعمیر تک محدود ہے نیز مذکورہ محکمہ کس قانون کے تحت مذکورہ ریسکیو سروس کو اب تک چلا رہا ہے اور ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود اس سلسلے میں قانون سازی نہیں کرنے کی وجہات کیا ہیں تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر محکمہ قدرتی آفات

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ پی ڈی ایم اے ریسکیو سروس 1122 کوئٹہ سٹی کے قیام کی منظوری پی ڈی ڈبلیو پی کی میئنگ مورخہ 12-06-2013 میں دی گئی اسکے ساتھ ساتھ ملازمین کی کنٹریکٹ پر تعیناتی صرف ایک سال کیلئے بھی دی گئی۔ حسب ہدایات ما بعد ملازمین کی تقریبی کی ایڈمنسٹریٹو اپریول فانس ڈیپارٹمنٹ سے لی گئی۔ ما بعد تمام قواعد و ضوابط کی تکمیل کے بعد 16 فروری 2015ء کو ملازمین کی تقریبی ایک سال کیلئے کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی گئی۔ چونکہ ابتدائی تربیت اس کو چلانے کیلئے ضروری تھی۔ اس لیے تقریبی کے ابتدائی سال میں ان ملازمین کو تربیت بھی دلائی گئی۔ ملازمین کی تقریبی صرف ایک سال کیلئے تھی۔ اس لیے 15 فروری 2016ء کے بعد انکی مدت ملازمت میں مزید ایک سال کی توسعی کیلئے سمری بھجوائی گئی سمری منظور ہوئی اور ان کی مدت ملازمت میں مزید ایک سال کی توسعی کی گئی جو 16-02-2017 کو ختم ہوئی۔ اسکے بعد ایک سال کی توسعی از 15-02-2018 تا 16-02-2019 سمری دوبارہ حکام بالا کو بھجوائی گئی۔ ملازمین کی مدت

ملازمت میں ایک سال کی توسعی کر دی گئی۔ اس طرح فروری 2018ء میں کنٹریکٹ پر تقریشہ ملازمت میں کی مدت ملازمت ختم ہوئی تو محکمہ بورڈ آف ریونیو کو صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے مزید رہنمائی طلب کی گئی۔ بورڈ آف ریونیو جو پی ڈی ایم اے کا انتظامی محکمہ ہے، نے تحریر کیا کہ ان ملازمین کو مدت ملازمت ختم ہونے کے بعد برطرف کیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل میں انکوملازمت سے فروری 2018ء میں فارغ کر دیا گیا۔

(ب) ملازمین کو برطرف کرنے کی وجہات کے بارے میں پیرا (الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ جہاں تک آلات کی خریداری اور ریسکیو اسٹیشنز کی تعمیر کا سوال ہے تو ریسکیو سروں 1122 پی ڈی ایم اے کی ایک ونگ ہے جس کو آپریشنل کرنے کی ذمہ داری بھی پی ڈی ایم اے کی ہے۔ بغیر آلات کی فراہمی یا اسٹیشنز کی تعمیر کے یہ سروں کس طرح آپریشنل بنائی جاسکتی ہے۔ چونکہ ریسکیو، ریلیف اور rehabilitation پی ڈی ایم اے کا مینڈیٹ ہے۔ اس لیے پی ڈی ایم اے ریسکیو سروں 1122 کو چلا رہا ہے۔ پی ڈی ایم اے ایکٹ اور پی ڈی ایم اے روائز بنا کر بھجوائے گئے ہیں۔ جو محکمہ قانون سے منظور ہو کر حکومت بلوچستان کو ارسال کر دیئے ہیں۔ میئنگ محرہ 03.02.2012ء متعقد ریصدر ارت جناب چیف سیکرٹری بلوچستان، ریسکیو سروں 1122 کو پی ڈی ایم اے کی ونگ قرار دیا گیا۔ جس کا ذکر پی ڈی ایم اے ایکٹ اور پی ڈی ایم اے سروں روائز میں بھی کر دیا گیا ہے۔ اس لیے پی ڈی ایم اے ہی ریسکیو سروں 1122 کو چلا رہا ہے۔ گزشتہ چار پانچ ماہ کے دوران ریسکیو سروں 1122 کیلئے وقاً فو قتاً 453 آسامیاں مختلف کیلگریز (17 اسکیل) میں منظور ہو چکی ہے۔ پابندی کے باعث ان پوسٹوں پر تقریبی نہیں ہو سکی۔ اب پابندی ہٹالی گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی ان پوسٹوں پر تقریبی کا پاس شروع کر دیا جائیگا۔ (نوٹ) فلیگ اف، فلیگ ب اور فلیگ پ کی تفصیل مختین ہے لہذا اسمبلی لاپبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر۔ جی شناع صاحب کوئی ضمنی سوال ہے۔

شناع اللہ بلوج۔ thank you جناب اسپیکر! قدرتی آفات کے حوالے سے کافی دنوں سے بحث و مباحثہ کی ہو رہا تھا۔ 21 جنوری کو بہت بڑا حادثہ جو پیش آیا سبیلہ میں جس میں پنجگور سے تعلق رکھنے والے ہماری ماں میں، بہنیں، بچے اور ہمارے جو بھائی ہیں وہ جلس کر ہلاک ہوئے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بلوچستان میں کہیں پر بھی ریسکیو کا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔ بلوچستان میں سبیلہ جیسے شہر میں جہاں پر تین سو انڈسٹریز ہیں، شپ بریکنگ کی انڈسٹریز ہیں، دودان کا ایک پروجیکٹ اور اتنا بڑا ڈسٹرکٹ ہے جو پورٹ اور کراچی سے مسلک ہے۔ وہاں پر کیا ریسکیو کا کوئی نظام نہیں ہے۔ یہ سوال ہے کہ کوئی میں بالخصوص پی ڈی ایم اے نے ریسکیو کے

حوالے سے کچھ جو ہے سرویز کے حوالے سے appointments کی ہیں۔ اور یہ ایک ایک سال کی انکی extension ہوتی گئی۔ فروری 2018ء میں انکو فارغ کر دیا گیا اور کہا کہ اسکی اب ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ گوکہ انکوڑینگ بھی دی گئی۔ گزارش میرا یہ ہے کہ جتنے بھی ہمارے 453 کے قریب یا کم و بیش جتنے بھی یہاں پر ملازمین تھے، انکو بار بار انکو extend کیا گیا، پھر ملازمتوں سے نکال دیا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ نہ صرف انکو ملازمت پر permanently رکھ دیں تاکہ کم از کم یہ جو ہے ریسکیو کے ہمارا ایک، وہ ہم نے پنجاب سے تھوڑا بہت انکو دیکھ کر یہ بنایا۔ ایک تو یہ ایک فعال ادارہ PDMA کے بھی under ہو۔ اگر آپ انکو پی ڈی ایم اے کے under نہیں رکھنا چاہتے۔ میرا ایک مشورہ ہے کیونکہ پی ڈی ایم اے ریسکیو کے حوالے سے باقی محکموں سے ہمیشہ volunteers لیتا ہے یا انکی support لیتا ہے پلیس کی فوج کی ایف سی کی PDMA کو اختیار ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ تمام اصلاح سے جن بچوں کا تعلق ہے ان ملازمین کا۔ انکو وہاں پر ہر ہر ضلع میں ریسکیو 112 کے آپریشن کروائیں اور ہر ضلع میں کم از کم ہم ایکسویں صدی میں ایسے emergency situation سے جس کو کہتے ہیں تکلیف دہ صورتحال سے بچ سکیں کہ ہمارے سامنے۔ بچ جو ہیں بسوں میں جل رہے ہوں اور ہمارے پاس فائر بریڈ آور ریسکیو کا عملہ نہ ہو۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ان ملازمین کے پاس تجربہ ہے انکو permanently absorb کیا جائے۔ کوئی میں ریسکیو ڈیپارٹمنٹ 112 میں بنائے۔ PDMA سے رکھتا ہے یا پی ڈی ایم اے سے الگ بنایا جاتا ہے۔ لہذا اس طرح جو ہیں بلکہ بیروزگاری کو ختم کرنے کیلئے نئے موقع پیدا کئے جائیں۔ شکر یہ جناب اپیکر۔

جناب اپیکر۔ جی منستر پی ڈی ایم اے۔

وزیرِ حکومہ داخلہ و قائمی امور پی ڈی ایم اے۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شاء صاحب! بہت شکر یہ۔ بہت اچھی تجویز دی آپ نے۔ آج صوبہ بھی اسی سلسلے میں CM صاحب کے زیر صدارت ایک میٹنگ ہوئی ہے۔ جس کمیٹی کے ممبر اپریشن لیڈر صاحب بھی ہیں۔ وہ بھی وہاں پر موجود تھے۔ تو پی ڈی ایم اے کے جو چیزیں ہیں انکو۔ ہم نے بھی اسی طرح کہا ہے کہ ہمارے جنوں جوان باہر سے trained ہو کر آئے ہیں انکو daily-wages basis پر ہیں، انکو ہم permanent basis کریں گے۔ البتہ کچھ ایسے ہیں جو بالکل انکو ڈیپارٹمنٹ سے تعلق ہی نہیں ہے صرف تنخواہ لیتے ہیں اسکے لئے آج سی ایم صاحب کے سربراہی میں آج اجلاس کیا ایک دو دن میں اسکا رزلٹ آ جائیگا۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ منشہ صاحب۔ جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 50 دریافت فرمائیں۔

50☆ جناب ثناء اللہ بلوچ رکن اسمبلی 27 دسمبر 2018 کو مذخر شدہ

کیا وزیر تعلیم از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوائز مذہل سکول میاں غنڈی کلی بلال کوئٹہ کواب تک آپ گرینہیں کیا گیا ہے نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں مالی، نائب قاصد اور درجہ چہارم کی دیگر خالی پڑی ہوئی آسامیوں پر تاحال تعیناتیاں عمل میں نہیں لائی گئی ہیں؟۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول کو تاحال آپ گرینہ کرنے کی وجہ کیا ہے نیز مذکورہ سکول میں مالی، نائب قاصد اور درجہ چہارم کی دیگر خالی پڑی ہوئی آسامیوں کب تک پُر کی جائیں گی تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر حکومت انوی تعلیم

(الف) گورنمنٹ بوائز مذہل سکول میاں غنڈی کلی بلال کواب تک آپ گرینہیں کیا گیا۔ سکول کی تعداد 250 بچوں پر مشتمل ہے اور 12 اساتذہ کرام کے ساتھ تعلیمی عمل جاری ہے۔ مذہل حصہ میں 8 بچے ہیں، ششم میں 9، ہفتم میں 5 اور ہشتم میں 4 ہیں۔ سکول اب تک طلباء کی مطلوبہ تعداد پورانہ ہونے کی وجہ سے آپ گرینہیں ہو سکا ہے۔ مذہل سکولوں کیلئے درجہ چہارم کی خالی آسامیاں 2017ء میں مشتہر کی گئی تھیں۔ جن پر تاحال عدالتی کارروائی کے باعث تعیناتی نہیں ہو سکی ہے۔ عدالت عالیہ کے فیصلے کے بعد ہی تعیناتی ممکن ہو سکے گی۔

ثناء اللہ بلوچ۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ میاں غنڈی بالکل کوئٹہ کے سنگم پر واقع ہے۔ ہم سب جب وہاں سے واپس آتے ہیں جب کوئٹہ سے نکلتے ہیں یا آتے ہیں تو تمام سب سے زیادہ میاں غنڈی۔ اور بدقتی سے وہاں پر ایک مذہل سے سکول ہے اس کو ابھی تک upgrade نہیں کیا گیا۔ اور وہاں پر اور بھی مسائل ہیں۔ تاہم میں مطمئن ہوں کہ وزیر صاحب اور انہوں نے کہا کہ شاید اس سلسلے میں کوئی پیشرفت ہو گی۔ اور up gradation کا بہت ایک بڑا سلسلہ چل رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ میاں غنڈی کی اس اہمیت کو اس علاقے کے تاریخی نوعیت کو منظر رکھتے ہوئے۔ یہ جو سکول ہے اسکونہ صرف upgrade کریں بلکہ اس میں کم از کم جو سہولیات کا فقدان ہے اسکو بھی اس میں شامل کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ میرے خیال میں آپ مطمئن ہیں آپ کے جوابات سے۔ جی۔

حاجی محمد خان اہٹری (وزیر مکملہ ثانوی تعلیم)۔ اب یونیورسٹیز کی طرف سے جو اسکی strength ہے پوچھا کا وہ بھی بتایا گیا ہے۔ اگر وہ capacity پر آتے ہیں تو انشاء اللہ ہم اسکو upgrade کر دینگے۔ انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔ جناب انشاء اللہ بلوج صاحب اپنا سوال نمبر 71 دریافت فرمائیں۔

شکریہ جناب اسپیکر صاحب یہ بہت اہم سوال ہے۔ اور یہ اسلئے اہم ہے کہ اسکا تعلق انشاء اللہ بلوج۔ بلوجستان میں gender disparity یعنی جنسی تفاوت۔ مردوں اور عورتوں کے مابین، بچے بچیوں کے مابین۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین جس طرح کی تفاوت ہم کرتے ہیں نہ تو قرآن میں اسکی اجازت ہے اور نہ شریعت اسکی اجازت دیتا ہے نہ ہمارا مذہب نہ دین اور نہ ثقافت۔ یہ سوال کا جواب آیا ہے۔ میں وزیر صاحب کو مورداً لازام نہیں ٹھہرانا چاہتا یہ بلوجستان میں 70 سالوں سے اس غلطی کو اس قومی غلطی کو آج تک ہم نے درست کرنے کی کوشش نہیں کی۔ میرا سوال تھا کہ بلوجستان میں سنابے کے گرز سکولوں کی تعداد اسکو کہتے ہیں reverse question ایک ہوتا ہے۔ یہ direct question جو ہوتا ہے۔

میں نے کیا تھا مجھے معلوم تھا کہ جی بلوجستان میں گرز سکولوں کی تعداد بواہن سکولوں سے زیادہ ہے۔ انہوں نے صحیح جواب دیا ہے کہ نہیں جی بالکل غلط ہے۔ گرز سکولوں کی تعداد 4 ہزار 6 ہیں اور بواہن سکولوں کی تعداد 9 ہزار 8 سو 9 یعنی دس ہزار لڑکوں کے سکول ہیں اور چار ہزار کے قریب جو ہیں وہ لڑکیوں کے سکول ہیں۔ دیکھیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوجستان کو آگے بڑھانے کیلئے ماڈل کی اور بچیوں کی تعلیم بہت ضروری ہے۔ میں وزیر محترم صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے already کوئی اسکیم شروع کیا ہے اور انہوں نے consult کیا تھا مجھے۔ اور میں کچھ انہوں نے کیتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تعلیمی ایم جنپی آنے والے جو PSDP ہے اُس میں کم زکم لڑکیوں کی سکولوں کی تعداد کو بچوں کے سکول برابر لانے کیلئے ایک بہت بڑے initiative کا اعلان کریں۔ ہم اپوزیشن بھی ان کا ساتھ دین گے اس کیلئے آپ کو ڈنر فنڈز کی ضرورت ہیں۔ انتیشنس سپورٹ کی ضرورت ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کی سپورٹ کی ضرورت ہیں۔ کم از کم یہ جو ہمارے ماتھے پر جو داغ ہے 70 سال سے کہ بلوجستان کے لوگ اپنی لڑکیوں کو اپنی لڑکوں سے کم تر سمجھتے ہیں ہمیں اس داغ کو دھونا چاہیے اپنی پیشانی سے۔ ہمارے بچیاں ہمارے لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے برابر ہیں وہ ہماری عزت ہے ہماری شرف ہے، ہمارا حیا ہے اُنکو تعلیم یافتہ بنانا ہماری ذمہ داری ہے تو اس سلسلے میں ہمارے وزیر تعلیم صاحب کیا کہیں گے کہ یہ اس تجویز پر عمل کریں گے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے سکول کی تعداد کو برابر کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ جی حاجی محمد خان اہٹری صاحب۔

وزیر مکملہ ثانوی تعلیم۔ شکریہ اسپیکر صاحب، جیسے کہ بالکل اس میں جو بچیوں کے اسکول کی تعداد کم ہے اور موجودہ گورنمنٹ جو ہمارا انشاء اللہ تعالیٰ اس پر پہلے ہی آپ نے جو فرمایا کہ اس پر ہم کام کرنے جارہے ہیں۔ انشاء اللہ یہ strength کو ہم پانچ سال تک انشاء اللہ پنج اور بچیوں کے اسکولوں کو برابر لائیں گے، بلوچستان میں جو تعلیمی حوالے سے ایک ایسا جنسی ہے انشاء اللہ ہم اسکو ہتر بنا لیں گے۔

شاء اللہ بلوچ۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ شکریہ۔ مولانا نور اللہ صاحب! اپنا سوال نمبر 105 دریافت فرمائیں۔

☆ 105 جناب مولوی نور اللہ رکن اسمبلی

کیا وزیر مکملہ ثانوی تعلیماز را کرم مطلع فرمائیں گے کہ مکملہ ثانوی تعلیم ضلع قلعہ سیف اللہ میں نائب قاصد، چوکیدار و دیگر درجہ چہارم کی کل سکردار اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں نیز مذکورہ خالی اسامیاں کن کن پر ائمروں ڈل اسکولوں کیلئے ہیں، یوں کیونکیں وارتفصیل دی جائے؟۔

وزیر مکملہ ثانوی تعلیم

محکمہ تعلیم قلعہ سیف اللہ میں نائب قاصد، چوکیدار و دیگر درجہ چہارم کی کل خالی اسامیوں کی تعداد 64 ہے۔ ان اسامیوں کی تفصیل (Break-up) ضمیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر۔ کوئی supplementary ہے اسکے حوالے سے؟۔

مولوی نور اللہ۔ شکریہ اسپیکر صاحب، میں تحریری جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ محترمہ شاہینہ میرے خیال میں یہاں پر نہیں ہیں اور اس کا جواب بھی نہیں آیا ہے منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔ تو وقفہ سوالات ختم ہو گئے۔

توجہ دلاو نوٹ۔ جناب محمد اکبر مینگل صاحب اور جناب شاء اللہ بلوچ صاحب میں سے کوئی ایک محکم اپنی مشترک توجہ دلاو نوٹ سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر محمد اکبر مینگل۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف)۔ کیا یہ درست ہے کہ لیبراپلیٹ ٹریپول بلوچستان کی جانب سے لیبراپل نمبر دس 2017ء کے تحت محکمہ مواصلات و تعمیرات کے 351 ملازمین کی سروں پر بحالی اور انکے بقا یاجات ادا کرنے کے حق میں فیصلہ دیا ہے؟۔

(ب)۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے ان ملازمین کی ملازمتوں پر بحالی اور

بقایا جات کی ادائیگی کے حوالے سے کون کون سے قدمات اٹھائے ہیں۔ نیز اس سلسلہ میں مکملہ ہذا کی جانب سے اپنا جانیوالی پالیسی کی تفصیل بھی دی جائے۔

جناب اسپیکر۔ جی میٹھا خان صاحب۔ آپ جس seat پر بیٹھے ہیں وزیر مواصلات کی seat ہے۔ کسی کو نہیں دیا ہے یہ مکملہ؟

وزیر مکملہ ثانوی تعلیم۔ چیف منستر صاحب کے ساتھ یہ مکملہ ہے۔ اسکو اگلے اجلاس میں کر دیں؟۔

جناب اسپیکر۔ chief minister جناب اسپیکر کے ساتھ یہ مکملہ ہے۔ چیف منستر صاحب نہیں ہیں ہیں تو اسکو اگلے اجلاس میں کر دیں۔ جی شاء بلوج صاحب۔

شاء اللہ بلوج۔ sir وہ مجھے اندازہ نہیں ہے کہ چیف منستر صاحب کل کے اجلاس میں آئیں گے نہیں، تو یہ ابھی پہنچ گئے ہیں؟۔ اگر جب وہ آجائے ہیں تو تب اُس وقت take up کر لیں گے۔ ہم جب تک دوسرے ایجندے پر چلے جاتے ہیں کیونکہ دوچارا، ہم issues یہیں بحث ہیں اچھا ہے چیف منستر صاحب بھی آجائیں گے۔ اُس کے بعد up take کر لیں گے اُن کی یقین دہانی اگر ہو جاتی ہے تو۔

جناب اسپیکر۔ وزیر مال تو ادھر ہیں نا۔ وہ بھی نہیں ہیں۔

شاء اللہ بلوج۔ اُن کے آنے تک مؤخر کر دیں۔

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔ چیف منستر صاحب کے آنے تک یہ مؤخر کر دیں۔ وزیر مال بھی نہیں ہیں اُس کے بھی اگلے اجلاس میں وہ کر دیں۔ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

مشال الدین (سیکرٹری اسمبلی)۔ نواب محمد اسلام ریس انی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ نوابزادہ گہرام خان بگٹی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج اور کیم فروری کی نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر محمد ریم میں گل صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج اور کیم فروری کی نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکٹری اسمبلی۔ میرزاد علی رکی صاحب نے کوشہ سے باہر ہونے کی بنا آج اور کم فروری کی نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر۔ جی CM صاحب بھی آگئے ہیں۔ جام صاحب! میرے خیال میں مکمل C&W کے حوالے سے توجہ دلا و نوٹس ہے یہ کسی منسٹر کو دینے گے یا آپ جواب دینے گے اس کے؟۔

جام میرکمال خان عالیانی (قائد ایوان)۔ جی، یہ میرے خیال سے 351 ملازیں کے سروں کی بحالت کے حوالے سے ہیں اور اسی میں complete detail تو میں ایک طرف ایک اور پیش کرنا چاہوں گا۔ لیکن جو خاص ایک جواب میرا خیال ہے وہ basic level پر آیا ہے وہ یہی ہے کہ ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی ہے۔ اور فیصلے کو کا عدم قرار دیا۔ اور case زیر ساعت ہے۔ تو اسکی detailing میں چاہوں گا کہ ایک انداز میں تھوڑا سامنے یہ brief کے Members کو انشاء اللہ بتا دینے گے۔

جناب اسپیکر۔ یہ میرا خیال میں already کورٹ کی وجہ سے انکو لگایا گیا تھا اور دوبارہ انکو نکالا تو پھر وہ دوبارہ کورٹ میں چلے گئے۔

قائد ایوان۔ یہ کمیٹی بھی ہماری تھی جو کہ میرا خیال اس کو C&W ministry review میں بھی کر رہی تھی ابھی حالیہ میں یہ منسٹری۔

اشاء اللہ بلوچ۔ یہ وہ نہیں ہے یہ دوسرا ہے۔

قائد ایوان۔ جی please please اگر آپ بتائیں۔

اشاء اللہ بلوچ۔ شکریہ جناب اسپیکر، بالکل CM صاحب نے بجا فرمایا کہ اس سے ملتا جلتا ایک case last time نے کیا تھا وہ بلوچستان میں وہ کچھ C&W میں ملازیں تھے ان کا ایک call آیا اسکے لیے خصوصی کمیٹی بنی۔ اسکو اس وقت طارق مگسی صاحب جوزیر مواصلات تھے ابھی اُنکے پاس نہیں ہے۔ انہوں نے charge relinquish کیا ہے۔ تو وہ دوسرا مسئلہ ہے۔ یہ بالکل اُسی سے ملتا جلتا ہے۔ اور اسی میں تین کورٹ کے فیصلے موجود ہیں۔ یہ جو 351 ملازیں ہیں انہوں نے باقاعدہ لیبر اپیلیٹ کورٹ میں جو ہے پہلے یہ ہائی کورٹ میں گئے تو ہائی کورٹ نے ان کا case میرے پاس order کا پڑا ہوا ہے۔ ہائی کورٹ نے ان کا case بھیج دیا کہ جی آپ کا کیس جو ہے وہ labour court سے متعلق ہے لہذا آپ labour tribunal پر جائیں۔ تو court

labour tribunal میں جب یہ گئے تو یہ اکتوبر 2017ء یہ کورٹ کے فیصلے کی کاپی میرے پاس ہے اسکا جو آخری page 8,9 natural justice member labour appellants tribunal Balochistan تھے وہ گورنمنٹ آف بلوچستان مکملہ موافقات والے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ The appellants failed to point out any illegality, irregularity, non-reading or miss-reading of evidence, or any other infirmity in the judgement. Therefore the upholding the judgement impugned here-in dated 06.2006. Appeal filed, the appeal is hereby dismissed. یہ انہوں نے جو ہیں یہ labour court کا ہے۔ ہائی کورٹ میں مکملہ موافقات والے گئے ہیں appellants labour tribunal کے case کے خلاف کہ جی لہذا ہو ہے آپ یہ فیصلہ صحیح نہیں ہوا ہے لہذا اس پر تو اس سے پہلے ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ دے دیا تھا۔ میں ابھی current ہوں۔ ایک دفعہ جب یہ ہائی کورٹ میں گیا۔ تو ہائی کورٹ نے labour appellants court کو بھیجا کر جی یہ proper ہوا ہے۔ پھر اسی میں ہائی کورٹ نے بڑا ایک detail judgement سپریم کورٹ کا بھی دیا ہوا ہے۔ کہ جی اس طرح کے cases میں ان ملازمین کا حق بنتا ہے اور اس کا فیصلہ میرے پاس ہے۔ تو اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ بالکل آئیں بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ مکملہ چاہ رہا ہے کہ اسکو relief ملے اور یہ 351 ملازمین کا لے جائیں۔ میری یہ ہے کہ CM صاحب! کیونکہ بلوچستان میں کافی اس طرح کے معاملات ہوئے ہیں اور کیونکہ ہمارے یہاں Sarai system manual ہے۔ آپ خود ماشاء اللہ سے IT کے بڑے fan ہیں، دلدادہ ہیں۔ جہاں پر system manual ہو، اسکو manipulate کرنا ان میں خرابیاں و پیچیدگیاں پیدا کرنا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن 351 ملازمین کی زندگیوں سے کھلنا انکو ان کے arrears دینا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ایک کمیٹی بنائیں particularly اگر آپ head کرتے ہیں یا سیکریٹری C&W کو کہیں کہ وہ head کریں۔ کیونکہ وہ پچھلی کمیٹی دوسری تھی۔ تو آئیں خصوصی طور پر، تاکہ اگر حکومت بلوچستان انکو relief دینا چاہتا ہے تو آپ اپنا case کورٹ سے واپس لے لیں۔ اور انکو relief دیں۔ اگر آپ اپنا case برقرار کرنا چاہتے ہیں تو آپ انکے خلاف جائیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری

حکومت اکیسویں صدی میں بالخصوص جوئی حکومت آئی ہے ملازمین کے حوالے سے۔
جناب اسپیکر۔ میرے خیال میں ثناء بلوچ صاحب یہ case عدالت میں ہے پھر اسکو یہاں پر
discuss تو نہیں کر سکتے ہیں۔

ثناء اللہ بلوچ۔ sir case، نہیں کیس اس لیے کہ اگر حکومت بلوچستان چاہے اپنا case واپس لے سکتی
ہے۔ اس کا جو cost other wise financial ہے حکومت بلوچستان شاید پانچ دس سالوں میں خود
عدالت کو اتنے پیسے دے دے گی جتنا ملازمین کو دینا ہیں۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ elements out of
Court set ہوا و راس پر کمیٹی بنائی جائے۔ شکریہ۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ یہ case تھا میرے معزز دوست نے کسی دوسری طرف اسکو twist کر کے
لے گیا۔

جناب اسپیکر۔ جی اذان ہو رہی ہے۔

(اذان۔ خاموشی)۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ یہ بہت پرانا case ہے۔ اس میں دو
تین منشی زگزیرے، C&W کے، خاص کر جوزیاہ گھپلے ہوئے ہیں وہ صادق عمرانی کے دور کے ہیں۔ جعلی آرڈر
زبانے گئے اور تھوک کے حساب سے اس پر dealing ہوئی، پیسے لیے گئے department میں کچھ ایسے
عناصر تھے جنہوں نے پیسے لیے اور مختلف districts میں appointment دی۔

جناب اسپیکر۔ سردار صاحب! اس میں صرف question یہ ہے کہ کیا department واپس اپنا
case لے گی یا نہیں لے گی؟۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ نہیں نہیں، ایک سینڈری، وہ ہمارے دوست نے اسکو دوسری طرف
گھما دیا کہ بیروزگاری۔ ہماری گورنمنٹ کا بنیادی طور پر یہ aim ہے کہ اس صوبے میں بیروزگاری کا خاتمہ اور
ترقیاتی حوالے سے توکل انشاء اللہ ہم اس پر تفصیلی انکو اس توجہ والا و نوش کا ہمارے CM جواب دینے کے یا اُن کی
جگہ پر جس کو بھی depute کر دینے۔

جناب اسپیکر۔ CM صاحب تو بیٹھے ہوئے ہیں ابھی دے دینے ناں؟۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ نہیں ابھی نہیں ہے کورٹ کے آرڈر ہمارے پاس نہیں ہیں ہائی کورٹ کا اس
وقت۔

جناب اسپیکر۔ نہیں اب تو department گیا ہوا ہے نا۔ میرے خیال میں چیف منٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ لیتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ اس صورت میں گیا ہے کہ جعلی آرڈروں کے، اب جس نے لین دین دولاکھ، چار لاکھ ایک لاکھ تین لاکھ دے کر کے even میرے district میں ہیں دوسرے districts میں بھی ہوئے ہیں۔ پیسے دے کر، کوئی میراث نہیں ہے، کوئی list نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ تو وہ منٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ بتا دیں گے کہ وہ واپس لیتے یا نہیں؟ سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ آپ نے خود فرمایا تھا کہ CM صاحب جواب دیں گے یا اسکے behalf پر ہم اُس کے۔

جناب اسپیکر۔ نہیں وہ آپ کو نہیں دیا ہے نہ سی ایم صاحب خود بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اگر واپس لے گی یا نہیں لے گی؟۔ وہ بتائیں گے۔ آپ سیدھا سیدھا بتا دیں کہ واپس نہیں لے گی department case کر رہی ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ اکنوازی کر رہا ہے۔ under اکنوازی ہے۔

جناب اسپیکر۔ اکنوازی نہیں ہے ابھی قواعدالت میں ہے نا۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ عدالت labour court نے اپنا پرانے order کو۔

جناب اسپیکر۔ نہیں نہیں، دوبارہ بھی عدالت میں department گئی ہے۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ تو آپ اس پر بحث ہی نہیں کر سکتے جب CM صاحب بحث کر سکتا ہے۔

جناب اسپیکر۔ نہیں آپ سمجھنے نہیں ہیں۔ کیا department اپنا case واپس لے گی یا نہیں لے گی؟۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ جی نہیں ایسی بات نہیں ہے کوئی case واپس نہیں لے رہا۔ Let the report ہائی کورٹ میں بھی دیں گے۔ ہم واپس لینے کی کوئی سلسلہ نہیں ہے جی۔

جناب اسپیکر۔ CM صاحب کے behalf میں اُس نے بول دیا۔

قائد ایوان۔ دیکھیں! وزر cabinet ممبر نے بھی بات تفصیلی کر لی تھی۔ پہلے تو میرا خیال ہے یہ کیس

کورٹ میں چل رہا ہے اور subjudice ہے تو ہم کوئی بھی ایسا remarks اگر دین گے مناسب نہیں ہو گا۔ اگر کسی government case کی بھی first due right department کا پتا ہے کہ وہ کسی ہار بھی جاتی ہے وہ اپنا کیس ضروری کرتی ہے۔ اگر اپنا بالکل withdrawal کرتی ہے تو وہ ہے۔ لیکن اس دوران میرا خیال ہے جب یہ پوری investigation یا کیس کورٹ میں اسکی پوری ایک detail verdict میں آئے گی۔ اپنے اس پورے چیز کو آج کے نظر یہ میں دیکھتے ہوئے، بعد میں ہماری جو بھی آگے کی consideration ہے اُسکو ہم اپنے cabinet میں بھی لاسکتے ہیں اور وہاں پر اپنی ایک decision بھی لے سکتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ بہتر ہے کہ کورٹ کے فیصلے کا ہم انتظار کریں۔

جناب اسپیکر۔ جی شکر یہ لیکن ایسا بھی ہوا ہے excise department نے کیس کیا، دوبارہ اپنا کیس والپس بھی لیا ہے۔ یہ گورنمنٹ پر depend کرتا ہے اور department پر۔ جی میرا خیال ہے جواب تو ہو گیا اس پر اب کوئی وہ آپ بھی اس time آگئے جب نماز کا time ہے۔۔۔ (مدخلت)۔ جی جی کر رہے ہیں وقفہ ٹھیک ہے۔ نہیں ہوتی اتنی جلدی۔ نہیں نہیں، یہ آپ لوگوں نے اب میرے خیال میں جی ملک صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف)۔ جناب اسپیکر! آپ نے already ایک رولنگ دی ہے کہ ہر نماز کے لیے 15 منٹ کا وقفہ ہو گا توجہ آپ کی اپنی رولنگ ہے۔

جناب اسپیکر۔ میں نے رولنگ نہیں دی ہے میں وقفہ ویسے بھی کرتا ہوں۔ جی شاء صاحب۔

شاء اللہ بلوچ۔ جس طرح CM صاحب نے فرمایا کہ کورٹ میں جو ہے اسکی proceedings ہو رہی ہے تو میں ذاتی طور پر یہ چاہوں گا کہ حکومت اسیں اپنی پالیسی review کرے اور دیکھ لیں اگر کسی نہ کسی طریقے سے relief مل سکتا ہے۔ thank you very much.

جناب اسپیکر۔ جی انہوں نے جواب دے دیا کہ جو کورٹ فیصلہ کرے۔ اب نماز مغرب کے لیے اسمبلی کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ماقوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کی کارروائی برائے نماز مغرب کے 15 منٹ وقفہ کے بعد 07:07 جکر 25 پر دوبارہ زیر صدارت

جناب اسپیکر شروع ہوا)

جناب اسپیکر۔ مولانا نور اللہ صاحب! آپ اپنا توجہ دلاو نوش پیش کریں۔ minister

revenue نہیں تو پھر میرے خیال میں اس کا گے defer کر دیں۔ اگر اجازت ہوتی۔

مولوی نور اللہ۔ جی اجازت ہے۔

جناب اسپیکر۔ جی ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف۔ میں Leader of the House کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر۔ revenue کے حوالے سے ہے، minister تو نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف۔ مطلب وفاق سے اسکا تعلق ہے revenue minister بھی آئیں ہیں ہیں۔

وہ بھی اور ہم بھی leader of the house سے بھی request کریں گے۔ جی minister کا اتنا role نہیں ہے اگر ان کو اجازت دیں۔ آگے جیسے قائد ایوان جس طریقے سے پھر ان کو لیں گے۔

جناب اسپیکر۔ اگر قائد ایوان مناسب تجھیں revenue کے بارے میں اُسکو information نہیں ہے cheif minister صاحب کو۔

قائد حزب اختلاف۔ اصل میں جناب آئیں ایک چھوٹا سا question ہے۔ توجہ دلاو نوٹس آجائے تو سارے revenue کا بلوچستان سے اسکا تعلق نہیں ہے۔ وفاق کا ہے تو جناب وزیر اعلیٰ صاحب ہی آئیں ہماری مدد کر سکتے ہیں اور تو کوئی نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ دیکھیں اُسکے knowledge میں نہیں ہے۔ جی minister آجائے تو کیونکہ تیاری کر کے minister ہی آئے گا۔ اس کو اس میں کر لیں گے پھر cheif minister صاحب کمک کر لیں گے۔ جی۔

قائد حزب اختلاف۔ 2016ء میں order ہوا ہے بادینی کو ایک بارڈر area ہونے کے حوالے سے وہاں کشم immigration کیا گیا اور کشم deploy کیا گیا اور والوں سے درخواستیں کی گئی ہیں۔ 2016ء سے اب تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر۔ لیکن وہ اس نے توجہ دلاو نوٹس غلط دیا ہے اس میں وزیر مال لکھا ہوا ہے۔

قائد حزب اختلاف۔ جناب صرف یہ گزارش ہے جناب CM صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس میں کچھ عملدرآمد کریں۔

جناب اسپیکر۔ جی CM صاحب۔

قائد ایوان۔ جی میں اس میں صرف آپ کو یہ surety دلاتا ہوں کہ federal board of revenue کے حوالے سے جو بھی یہ جونٹیکشن ہوا ہے۔ اُس میں عملدرآمد کا سلسلہ slow ہوا ہے۔ تو صوبائی حکومت FBR کو ایک دفعہ approach کرے گی۔ اور کوشش کرے گی کہ ہم انکو کہیں گے کہ یہ جو order ہو چکے ہیں۔ یہ با قاعدہ implement کر کے اپنا جو phase-of-phase بنانے کا ہے وہ اسکو تمیں یہ قائم کروانے کا، یہم انشاء اللہ کروادیں گے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔

نصراللہ خان زیرے۔ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر۔ ہاں اس کے حوالے سے ہے۔ جی۔

نصراللہ خان زیرے۔ آپ کے توسط سے cheif minister صاحب کا توجہ چاہتا ہوں۔ ایسا ہے کہ آپ نے پڑھا ہوگا آج کے اخبارات میں کل کے طور خم کے حوالے سے یہ فیصلہ ہوا کہ وہ 24 گھنٹے وہ راستہ کھلا رہے گا۔ تو ہماری یہ گزارش ہو گی اگرچہ ویش کا جو راستہ ہے اُس حوالے سے آپ سفارش کر دیں کہ یہ جگہ بھی 24 گھنٹے آمدورفت کے لیے کھلا رہے۔ یہ بڑا importance ہے اس لیے کہ ویسے بھی ہماری تجارت افغانستان کے ساتھ بہت کم ہو گئی ہے۔ اب اگر آپ اسکو کرتے ہیں سفارش کرے گی صوبائی حکومت، وفاقی حکومت کوتاکہ وہاں کے لوگوں کی سہولت بھی ہو جائے۔ اس حوالے سے آپ کی comments چاہئے۔

جناب اسپیکر۔ جی CM صاحب۔

قائد ایوان۔ جی اس سلسلے ویسے کیونکہ آپ نے جی۔

آخر حسین لانگو۔ ہمارے جو شکل کے بارڈز ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

قائد ایوان۔ اس سلسلے میں minister for federal minister finance اور commerce جو روزانہ داؤد صاحب بھی با قاعدہ ایک دفعہ دونوں ministers کا آنا بلوچستان میں بھی ہوا تھا۔ اسلام آباد میں بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور بلوچستان کے وہ سارے areas جو ایران اور افغانستان بارڈرز کے ساتھ مسلک ہیں ان میں trade facilitation اُنکی با قاعدہ ترتیب، وہاں پر Zones اور بہت ساری چیزوں کے حوالے سے ایک deliberation ہے، جو ان کے ساتھ چل رہی ہے۔ اور ہم نے ان سے یہی request کی تھی کہ بلوچستان کے جتنے ایسے areas ہیں وہاں لوگ کسی نہ کسی

کے حوالے سے اپنا ایک روزگار اور اپنا ایک زندگی کا کچھ نہ کچھ ایک economic activity اُنکی trade اُس پر میسر ہوتی ہے۔ تو اُس پر زیادہ facilitation ہو جتنی اچھے طریقے سے اگر Customs کا ایک factor ہے ٹھیک ہے لیکن Customs کو بھی facilitation کی جائے اُدھر ایک اچھے انداز میں۔ تو لوگوں کا بڑا فائدہ ہو گا۔ بہت ساری چیزوں پر agree کیا ہے اور کچھ چیزوں کے لیے باقاعدہ ایک اور بھی ترتیب اُنکے ساتھ گئے گی۔ اور یہ جو آپ ذکر کر رہے تھے پنجور، دوسرے علاقوں کا بھی ہے یہ بھی سارے علاقے زیر غور ہیں۔ باقاعدہ ہمارے کچھ concrerened minister اسلام آباد میں ہم موجود ان سے ملے تھے اور باقاعدہ آپ کو یاد ہو گا کہ جب اپوزیشن کی ایک delegation تھے تو رزاق داؤ دصاحب وہاں آئے تھے۔ اور وہاں رزاق داؤ دصاحب نے وہاں پر بھی بڑی assurity دی تھی۔ اور اسد عمر صاحب یہاں چیبیر بھی میراخیال ہے یہاں کوئی آئے تھے تو وہاں بھی ان سے ان سارے امور پر بات ہوئی تھی۔ تو انشاء اللہ ان چیزوں پر government اپنی طرف سے بھی already engage ہے کہ ہمارے جو بارڈر areas ہیں اُنکی trade facilitation کو کیسے ہتھ کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔ قائد ایوان کی یقین دہانی پر کشمکش کے بابت توجہ دلا و نوٹس منشادیا جاتا ہے۔ جناب نفر اللہ زیرے صاحب، جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب، جناب اختر حسین لانگو صاحب، جناب نور اللہ صاحب، جناب محمد اکبر مینگل صاحب، جناب زا بدلی ریکی صاحب، جناب احمد نواز بلوچ صاحب، محترمہ شاہینہ کا کڑ صاحبہ، محترمہ زینت شاہوی صاحبہ، جناب قادر علی نائل صاحب، جناب ملکھی شام لعل صاحب، جناب مامٹش جانسن صاحب، ان ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محکم اپنی قرارداد نمبر 30 پیش کریں۔

میر محمد اکبر مینگل۔ قرارداد نمبر 30۔ ہرگاہ کہ صوبہ بلوچستان گزشتہ کئی سالوں سے خشک سالی سے بُری طرح متاثر ہوا ہے۔ جسکی وجہ سے صوبے کے عوام معاشری ابتری کا شکار ہیں۔ حالیہ شدید سرد موسم کی وجہ سے گھریلو صارفین اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے سوئی گیس نسبتاً موسم گرم کے زیادہ گیس استعمال کرتے ہیں۔ جسکی وجہ سے SSGC کے price sale فارمولے کی وجہ سے 10 ہزار سے 15 ہزار روپے ماہانہ بل ادا کرنے پڑتے ہیں جو کہ غریب عوام کی دسترس سے باہر ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت رجوع کرے کہ بلوچستان کے گھریلو صارفین کو price sale فارمولے سے مستثنی (Exempt) کر دے کر موسم گرم کے لیے گھریلو صارفین کے بل کی ایک مخصوص حد (Fix Billing) مقرر کی جائے۔ تاکہ صوبے کے غریب عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر۔ مشترکہ قرارداد نمبر 30 پیش ہوئی۔ کیا محکمین میں سے کوئی اپنے مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

نصراللہ خان زیرے۔ جناب اسپیکر صاحب! جو قرارداد ایوان کے سامنے ہے، تقریباً تمام پارٹیوں کے نمائندگان نے اس پر سخنخواہ کئے ہیں۔ ایسا ہے کہ گیس ہم یہاں، کیونکہ سرد علاقوں میں کوئی نہ ہے، پیشیں ہے، قلات ہے، زیارت ہے، باقی جن جن اصلاحات میں ہے۔ ہم یہاں گیس استعمال کرتے ہیں جناب اسپیکر! زندگی بچانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں لوگ استعمال کرتے ہیں ایک ضرورت کے طور پر۔ وہ بھی شاید ایک خاص time میں جب کھانا پکانا ہوتا ہے۔ لیکن ہم لوگ، یہاں کے عوام گیس استعمال کرتے ہیں اپنی زندگی بچانے کے لیے۔ ہوتا یہ ہے کہ عموماً ایک تو میٹر زائر کے لیے ہوتے ہیں کہ تیز رفتار میٹر زائر ہوتے ہیں۔ پنجاب اور سندھ سے مسترد شدہ ہوتے ہیں۔ وہ پھر یہاں لگاتے ہیں۔ پھر لوگ بھی شاید ان میں گڑ بڑ کرتے ہیں تو کبھی کبھار ماہانہ ایک غریب بندے کو ماہانہ 10 ہزار، 15 ہزار بل ایک ماہ کا pay कرنا پڑتا ہے۔ اور بہت سارے میٹر زائر گیس کمپنی والے لیکر جاتے ہیں۔ تو پھر یہ بات، یہاں MD صاحب آئے تھے۔ ان سے ہماری meeting ہوئی انہوں نے کہا کہ ہم اس سے بچنے کے لیے ایک Fix billing پر جائیں گے۔ اس لیے کہ آپ کو پتہ ہے کہ اگر آپ نے 100 یونٹ استعمال کیا۔ 100 یونٹ آپ ایک لحاظ سے 5 روپیہ کا ہے یا 9 روپیہ کا ہے۔ اگر آپ نے 101 یونٹ استعمال کیا اُسکے ریٹ ایک دم 5 روپے سے بڑھ کر 9 روپے ہو جاتا ہے۔ اگر آپ نے 300 یونٹ استعمال کیا اور 301 یونٹ استعمال کیا تو آپ ایک دم 25 روپے فی یونٹ پڑ جائے گا۔ جس کی وجہ سے لوگوں پر، غریب لوگوں پر ماہانہ ہزاروں روپے اُنکا بل آتا ہے تو فیصلہ، انہوں نے یہ کہا کہ ہم اس سے بچنے کے لیے ہماری تجویز یہ ہے گیس کمپنی کی جانب سے پھر انہوں نے ہمیں کہا کہ آپ اس حوالے سے اسمبلی کے floor پر کہ ہم ایک Fix billing پر جائیں۔ مثال جوں، جولائی، اگست، ستمبر ان مہینوں میں ایک خاص بل لیا جائے۔ اور پھر آپ دسمبر، جنوری، فروری، مارچ میں جب سردیاں ہوتی ہیں اُس میں پھر ایک خاص بل۔ تو اس لحاظ سے وہ جب ہم نے یقیناً اپنے دوستوں سے share کیا۔ مختلف لوگوں سے۔ تو یقیناً جو Fix billing ہے وہ شاید زیادہ غریب عوام کے لیے بہتر ہے۔ بجائے اسکے کہ آپ میٹر کے اُس billing پر جائیں۔ تو ہماری یہ تجویز ہوگی اس قرارداد کا مقصد یہ ہے کہ ہم وفاق سے مطالبہ کریں کہ وہ اس Fix billing کا جو سلسلہ ہے، وہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کے پھر طے کریں گے کہ کس حد تک ہوگا۔ تاکہ پھر ہم اپنے غریب لوگوں کو فائدہ پہنچا سکیں۔ thank you جناب

اپیکر جناب اپیکر۔ جی شکریہ۔

قادر علی نائل۔ جناب اپیکر!

جناب اپیکر۔ جی قادر علی نائل صاحب۔

قادر علی نائل۔ جناب اپیکر! ایک چیز کامیں اسیں اضافہ کرنا چاہتا ہوں چونکہ کوئی نہ کے حوالے سے میں بھی محرک ہوں اس قرارداد کا۔ جس طرح بتایا گیا slab-system جنوبی چین کے حوالے سے وہ 100 یونٹ آتا ہے۔ 100 یونٹ میں 5.47 روپے per-unit ہے۔ اسی طرح وہ بڑھتا جاتا ہے۔ خصوصاً جب 400 یونٹ آ جاتا ہے تو = 12000 روپے بنتا ہے۔ اگر وہ 401 یونٹ ہو گیا تو بل = 23000 تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر یہ ہے کہ فائدہ بندگ کے حوالے سے یہاں کیس کمپنی سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ 300 یونٹ پر ماہانہ۔

جناب اپیکر۔ جی اذان ہو رہی ہے۔

(اذان۔ خاموشی)۔

قادر علی نائل۔ جناب اپیکر! قرارداد میں صرف موسم سرما کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تو اسکو پورا سال تصور کیا جائے۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہ رہا تھا یہ کہ جو 300 یونٹ انہوں نے fix کیا ہے۔ جو میری اپنی معلومات ہیں۔ کمپنی کی طرف سے۔ اسیں 3278/- per month روپے رکھے گئے ہیں انکی تجویز ہے جو مجوزہ اس حوالے سے ہیں۔ اس میں ایک ٹینکیکل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو ایک فیملی سسٹم ہے یہاں پر۔ کہ چھ سالات فیملیاں ایک جگہ ایک گھر میں رہ رہی ہیں۔ اسکے لئے اس حد تک صحیح ہے۔ لیکن جو شہری علاقے ہیں جہاں پر ایک فیملی رہتی ہے وہ بھی محدود ہے اس کیلئے 3278/- per-month یا اس حوالے سے اگر کمپنی کو یہ مجوزہ ہے۔ تو اس حوالے سے ایوان کو اعتماد میں لینا چاہئے کمپنی کو۔ دوسری بات جو slab-system کی بات کی۔ اگر یہ 100 یونٹ پر پانچ روپے سینتالیس پیسے وصول کر رہے ہیں۔ تو اسکو 100 کو 500 یونٹ تک لے جائیں یعنی کہ 500 یونٹ پر وہ پانچ روپے سینتالیس پیسے وصول کریں۔ تو گھر بیلو صارفین اس سہولت سے مستفید ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب اپیکر۔ جی مبین صاحب۔

محمد مبین خان خلجمی۔ جناب اپیکر! جیسے یہ fixed-billing کا ہے، کوئی سٹی میں، ہمارے حلقوں میں بل بہت زیادہ آتے ہیں۔ تو اسیں مثال کے طور پر سالانہ کے حساب سے ہم نے لوگوں سے پوچھا تو لاکھوں کی

مدیں لوگوں کے بل آتے ہیں۔ بلکہ یہاں زمرک صاحب بیٹھے ہیں اُس دن ایک شخص کہہ رہا تھا کہ میرا ایک مہینے کا بل ایک لاکھ پچھروپے بل آیا ہے۔ تو ہم اس سلسلے میں گیس کمپنی کے ہیڈ آفس کراچی گئے وہاں اُنکے MD سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ اُسکے بعد جب MD صاحب کوئٹہ آئے اور یہاں ایک مشترکہ میٹنگ کی۔ اور ہمارے سب کی طرف سے ایک proposal تھا کہ فکسٹ بلنگ ہونی چاہئے۔ اور fix-billing بھی ایسا ہونا چاہئے۔ میرا ایوان سے یہ درخواست ہے کہ ایک limit ہونی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ fix-billing کی بہت زیادہ کر دیں کوئی amount۔ اور دوسری اسمیں جو اہم بات ہے کہ کوئٹہ شہر کی پاپ 1980ء میں بدلتے تھے۔ اب اسکو کوئٹہ شہر میں گیس سپلائی پاپ بدلتے چاہئے۔ ہم یہ قرارداد تو یہاں سے پاس کر دیں گے۔ آگے اس پر ایک کمیٹی بننی چاہئے کہ جو ہمارے وفاقی منظر آئے تھے ابھی سرورخان صاحب، آئل ائینڈگیس کے۔ اُن سے بھی بات چیت ہوئی تھی باقاعدہ ہمارے سارے سماں کی اُن سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے کہا ”کہ ہم اسمیں تعاون کریں گے“، تو میرا آپ سے درخواست ہے کہ آپ ایک رولنگ دیں کہ اسمیں ایک کمیٹی بننی چاہئے تاکہ اسکو آگے لے جائیں اور جلد از جلد یہ کام ہو۔

جناب اسپیکر۔ آپ لوگوں نے قرارداد لایا ہے۔ پہلے قرارداد منظور کرتے ہیں۔

محمد بیمن خان خلجی۔ جناب جی ہاں۔ ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔

میرا خڑی حسین لانگو۔ جناب اسپیکر! قرارداد میں جو موسم سرماں کھا ہوا ہے۔ اسکو ہٹا کر باقی اسکو منظور کر لیں۔
جناب اسپیکر۔ جی amendment کے ساتھ۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 30 کو منظور کیا جائے؟۔
مشترکہ قرارداد نمبر 30 amendment کے ساتھ منظور ہوئی۔

مورخہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۹ء کی اسمبلی نشست میں بلوچستان میں شدید خشک سالی اور غذا کی بحران پر باقی ماندہ بحث۔۔۔ (مداخلت)۔ ابی حکومتی وہ نہیں آیا ہے۔ اس میں ابھی تک بہت سارے نہیں ابھی تو بہت سارے نام تھے، وہ غائب ہو گئے ہیں جنہوں نے بولنا ہیں اس پر۔ معز زار اکین نے بحث کرنی ہے۔ جی مگھی شام لعل صاحب!

مگھی شام لعل۔ جناب اسپیکر! یقیناً پورا بلوچستان خشک سالی کا شکار ہے۔ جس کی وجہ سے غریب لوگوں کے مال مولیشی مر رہے ہیں۔ جنگلات تباہ ہو رہے ہیں۔ جنگلات میں لوگوں کے ساتھ جانور بھی بھوک کے عالم میں ہیں۔ جس پر گورنمنٹ کو ہنگامی بنیادوں پر توجہ دینی چاہئے۔ جناب والا! اس خشک سالی کی وجہ سے ہماری

تیرت الگاج کے پہاڑوں میں بھی جانوروں کا براحال ہے۔ جس کیلئے نیشنل پارک والے کچھ نہیں کرتے، مساوئے الگاج مندر کی اپنی پر اپرٹی پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ بہت انسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گورنمنٹ بلوچستان آج تک الگاج مندر کو زمین الامات نہیں کر سکی۔ جو یقیناً اسکے صدیوں سے اپنی پر اپرٹی ہے۔ تو میری عرض ہے کہ مہربانی کر کے جتنے ہمیں یہاں پر کہا جاتا ہے کہ بھتی اقلیت کو بڑا تحفظ ہے۔ میں اس چیز کو نہیں مانتا ہوں۔ کوئی تحفظ نہیں ہے۔ یہاں پر ہزاروں ایکڑ مطلب فوراً لیز کر دیئے جاتے ہیں، مگر الگاج مندر کی جو ذاتی پر اپرٹی ہے۔ جس کو آج تک گورنمنٹ ignore کر رہی ہے۔ جو کہ ہمارے ساتھ سراسرنا انصافی ہے۔ مہربانی کر کے الگاج مندر کے زمین کو فوراً الامات کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر۔ جی شکر یہ۔ سردار کھیتر ان صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان۔ جناب اسپیکر! افضل دوست نے خط سالی کے بجائے الگاج کے الامنٹ پر چلے گئے۔ most welcome

جناب اسپیکر۔ مذاق کر رہا ہے۔ important issue ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان۔ مذاق تو نہیں کیا sir مذاق کی جگہ نہیں ہے۔

مکھی شام لعل۔ ویسے تو کہتے ہیں کہ اتفاقیوں کے ساتھ یہ ہے۔ مگر ہمارے حال کو دیکھیں ہم بولنے نہیں ہیں تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم لوگ یہاں پر بڑے سکون میں ہیں۔ بہر حال یہ ان کو بھی پتہ ہے اور ہمیں بھی پتہ ہے۔

جناب اسپیکر۔ ابھی آپ کی گورنمنٹ ہے، کر لیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان۔ مشکل ہے۔

مکھی شام لعل۔ انشاء اللہ آئے گی۔ sir

سردار عبدالرحمن کھیتر ان۔ ہم نے اتنی ان کو، جمہوریت ہے کہ آپ کا قانون کہتا ہے کہ پڑھ کر تقریر نہیں کی جاتی۔ انہوں نے خط سالی کے بجائے الگاج کے سارے ہر ان اور پہاڑی دُنبیے مار دیئے۔ اُس کے بعد پھر الگاج مندر پر آگئے ہیں، خوش آمدید۔ یہ جو حکومت کی بات کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ 2023ء تک انتظار کریں۔

جناب اسپیکر۔ وہ بھی آپ دینے کو تیار ہیں۔ 2023ء میں دینے کو تیار ہیں؟۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان۔ 2023ء وہ 7 لکھی بن رہا ہے۔

جناب اسپیکر۔ اچھا ٹھیک ہے جی یعنی اللہ کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ thank you very much قحط سالی پر جو کل سے سلسلہ چل رہا تھا۔

اور خاص کریم رے فاضل دوست نے please mind نہیں کریں۔ کوئی کے پانی کا مسئلہ بہت زیادہ اہم ہے نصر اللہ زیرے صاحب نے زیر بحث لایا ہے۔ واقعی بلوچستان کی ٹولی 90% زندگی کا انحصار مال و مولیشی، زراعت۔ کیونکہ یہاں پر چند جگہوں پر آپکو کارخانے نظر آئیں گے۔ جیسے ہمارے قائد ایوان نے کہا کہ لاہور کا ایک کارخانہ کا آمدن، ہمارا پورا صوبہ کا وہ جو سلسلہ ہے بجٹ ہے۔ وہ برابر ہے۔ ہماری حکومت کو ابھی پانچ، چھ مہینے ہوئے ہیں۔ پچھلے دو میں یہ کہا جاتا تھا کہ پہلا سال وہنی مون کا سلسلہ ہوتا ہے پھر اسکے بعد جا کے کوئی پڑھی پر چڑھتا ہے۔ کوئی یورڈ کریٹ تسلیم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر جتنی بھی ایڈ جسٹمنٹ ہوتی ہے اسکے بعد جا کے ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ہم ان سے تو گلنہیں کر گئے پچھلے پانچ سالہ حکومت میں۔ کہ مرکز سے لیکر صوبے تک ہمارے دو قوم پرست پارٹیاں اُس وقت، پشتو نخوا میپ اور نیشنل پارٹی۔ یہ مسلم لیگ (ن) کے ساتھ ساتھ اس صوبے میں بھی اور مرکز میں بھی، تاریخ گواہ ہے کہ پرائم منستر کے ایک طرف ایک طرف ہمارا دوست اور دوسری طرف دوسرा دوست تھے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ کوئی شہر سب کا شہر ہے۔ سب سے پہلے اسی کی ہم خیر مناتے کہ جی ہمارا صوبائی دار الحکومت بھی ہے۔ پھر مختلف اقوام اُسیں آباد ہیں۔ اُنکا مجموعہ ہے۔ تو پہلے ہم کوئی کے واٹر سپلائی کا مسئلہ حل کرتے۔ بلکہ کوئی کے ساتھ یہ ہوا کہ پانچ بلین کے روڈوں کا وہ حشر ہے۔ مجھے کوئی آئے ہوئے تقریباً پچاس سال ہو گئے۔ میں دس گیارہ سال کا تھا یہاں آیا۔ ایک کواری روڈ کا جو ڈرین ہے، وہ آج تک پچاس سالوں سے بہہ رہا ہے۔ اُس کا راستہ بھی ابھی تک سیدھا نہیں کیا گیا ہے۔ باقی واٹر سپلائی تو اُس وقت ہمارے دوست نواب ایاز جو گیزی صاحب کے پاس PHE اور واسا کا محکمہ تھا۔ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہاں پر اتنا وہ مافیا ہے کہ اُس نے ہاتھ اٹھائے تھے۔ بلکہ اس حد تک کہ جب انہوں نے پوسٹوں پر انٹرو یو اور ٹیسٹ کرائے تو اُسیں بہت سارا اُس نے خود فلور آف دی ہاؤس میں کہا اور مختلف مجالس میں کہا کہ اُنکے سب ان جیسے کی پوسٹوں کا جو حشر ہوا اور جو سلسلہ ہوا۔ یہ نہیں کہ انکی باتیں نہیں مانی جاتی تھیں۔ میں ایک چھوٹا سا مثال دیتا ہوں۔ میرا علاقہ ہے۔ بلوچستان کی سر زمین ہم سب کی ہے۔ ہم اسکی حد بندی کی نہ کبھی سوچا ہے۔ نہ ہم کرتے ہیں۔ قلعہ عبداللہ میرا گھر بارکھان میں ہے نصر اللہ کا گھر ہے۔ کوہلو آپ کا گھر ہے آواران جو ہے نا۔ ہم اس دھرتی کے باشدہ ہیں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دوں گا۔ تحصیل دو بندری کوآپ اُس وقت اس ایوان کا حصہ تھے۔ جناب اسپیکر! کچھ ڈیزدیئے گئے۔ ایک تحصیل ہے ”دوبندی“، اور اس وقت کوئی کسی کو نظر نہیں آیا کہ

کوئٹہ کے لئے ہم کیا کریں۔ کوئٹہ کے لئے last میں جب آپ کا دور آیا اُس سے تھوڑا سا پہلے وہ جوئے شیرجیسے کہتے ہیں کہ لانے کے برابر۔ پٹ فیڈر کینال سے 6500 بلندی پر چھ سات گلہوں پر پینگ اسٹیشن بنائے اُس سے ایک تصوراتی طور پر خواب کو انہوں نے وہ سی پیک میں ڈال کے اُسکو کوشش کی کہ جی ہم کوئٹہ کے لوگوں کو لالی پاپ دیکھنے کریں۔ جو کہ فیز ایبل ہی نہیں ہے۔ ایک چھوٹی سی پائٹ لائن جاتی ہے اُسیں دس سوراخ ہو جاتے ہیں۔ سنبھال گا کے اپنی اپنے پائپ لائن کھینچ لیتے ہیں۔ یہ اتنی بڑی پائپ لائن ادھر تک تو میرے دوستوں کو اُس وقت چاہئے تھا حقیقی نمائندے تھے وہ بلوچستان کے، ہم تو یہی ہی ہیں۔ کوئٹہ کا انکو خیال رکھنا چاہئے تھا لیکن اب ہماری حکومت، میں کل آپ کے گوش گزار اور اس ایوان کو اعتماد میں لینا چاہ رہا تھا کہ تین دن پہلے میں لاہور میں تھا وہاں گورنر پنجاب سے میری ملاقات ہوئی کسی فتنش میں وہ تشریف لائے تھے۔ تو وہاں اُس نے کہا کہ within a week or ten days میں بلوچستان آ رہا ہوں جیسے کہ صدر پاکستان نے کہا تھا۔ میں اور صدر پاکستان ہمیں عمران خان نے خاص کر پانی کی، چاہے وہ پینے کا پانی ہے یا زراعت ہے اُسکی ڈیوٹی دی گئی ہے کہ اسکا کسی طریقے سے مسئلے حل کریں۔ اُس سے پہلے صدر پاکستان جب یہاں تشریف لائے تھے تو میرے قائد نے ان کے گوش گزار کیا تھا۔ پھر محمد بنیں نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا، ہمارے ساتھی نے۔ فیصل واؤ اُس میں تھا آپ شاید اُس وقت کراچی تشریف لے گئے تھے۔ تو انہوں نے یقین دہانی کروائی ہے بلکہ مختلف options پر اُس نے pass کئے کہ آج کے جدید دور میں، میں تو نات کا پڑھا ہوا بندہ ہوں میں اتنا ٹکنیکل بندہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ latest technology میرے قائد سمجھ سکتے ہیں اور انہوں نے اُسکو appreciate کیا کہ ابھی بلاسٹک کے کوئی ڈیم کی صورت میں وہ بنا رہے ہیں جس سے وہ مسئلے حل ہو رہے ہیں۔ تو ہمارے یہ چار پانچ مہینے میں ہماری progress کوئٹہ کیلئے throughout بلوچستان کیلئے، اس قحط سالی کے لئے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھی سُن لیتا ہے۔ ملنگوں کی آواز اللہ تعالیٰ ضرور سُنتا ہے۔ ہمارے قائد نے، میں ملگ نہیں ہوں میری C.M. ملگ ہیں۔ میں چیلنج پر کہتا ہوں کہ اُسکی کوئی اتنی نقص اُسیں نکال کر کھائیں، نیک آدمی ہے ملگ ہے۔۔۔ (مدخلت)۔

جناب اسپیکر۔ ملگ اور چیز ہوتا ہے یعنی نیک ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران۔ اللہ والے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے پتہ نہیں کس کی دعا قبول کی شاید مجھ گناہ گار کیا میرے قائد کی یا اس ایوان کی یا بلوچستان کے یا پاکستان کے کسی نے دل سے دعا کی ہوگی اور اور والا سنہ والا ہے۔ اور آپ نے بھی کی ہے ہم تو اپنے کو گناہ گار تسلیم کرتے ہیں ہم آپ کو اپنے سے افضل تسلیم نہیں کرتے

ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اتنی مہربانی کی ہے کہ چوبیس گھنٹے میں ہمارے علاقے through-out بلوچستان بلکہ پاکستان میں برقراری، یہ بارش، یہ سلسلہ ابھی بھی چلے گا اگلے اتوار تک پھر یہ داخل ہو چکے ہیں۔ تو یہ اللہ کی رحمت ہے۔ خشک سالی ہی ہمارا مسئلہ ہے۔ میں جناب اسپیکر صاحب آپ کو مثال دوں۔ میں ایکشن میں work کر رہا تھا میں نے پہلے بھی اسی ایوان میں مثال دی کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوا تھا جھوپڑی میں۔ تو ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ اور جہاں سے گاڑی آئے، کچے میں ایک ٹریک ہوتا ہے وہ بارش کا پانی جب وہ ٹریک میں تھوڑا سا جمع ہوا۔ میری قوم کی عورتیں ہم کو تراپولٹے ہیں پچھلے نہیں اردو میں کیا بولتے ہیں اسکو یہ ایک برتن ہوتا ہے۔ وہ مشکلزیرے پکڑے اور وہ جو ٹریک میں پانی تھا بارش کا وہ جمع کر کے پینے کیلئے کر رہے تھے اور اس سے پہلے یہ پوزیشن تھی کہ جو ہمارے سال کیلئے پانی جمع کر لیا جاتا ہے اس میں کتے، بلی، بھیڑیا، انسان، حیوان، جانور سب اسی میں۔ آپ خود سوچیں کہ پھر کیا صورتحال ہے، تو اللہ تعالیٰ کا کرم اسکی دست شفقت اس حکومت پر ہے انشاء اللہ اور ہم اپنے ایمان سے، دل سے چاہتے ہیں کہ بلوچستان۔ ہم نے یا کسی نے حکمرانی کا ٹھیک نہیں لیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک کرم ہوتا ہے کسی پر کہ اسکو منصب صدارت، کسی منصب پر فائز کرتا ہے۔ پھر اس پر خصوصی اسکی مہربانی بھی ہوتی ہے۔ تو ہماری دو تین issues پر اس صوبائی حکومت کا ایرجنسی ہیاتھ میں، ایرجنسی ایجوکیشن میں، emergency basis پر پانی کا مسئلہ۔ یہ تو ہے سب اس کے ہاتھ میں۔ ہماری کوشش مرکز سے گو کہ ہماری وہاں پر بھی مخلوط حکومت ہے یہاں پر بھی مخلوط حکومت ہے۔

جناب اسپیکر۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ جی بس ختم۔

بس زیادہ سے زیادہ ایک منٹ۔ تو ہم انشاء اللہ ہم کچھ دینگے، اس بلوچستان کے عوام کو۔ یہ نہیں کہ ہم اسمبلی کے یہ وہ ہمارے ساتھی ہیں بھائی ہیں وہ ایکشن ٹرک کے آئے ہیں وہ نمائندگی کر رہے ہیں جتنا درد ان میں ہے ہمارا اتنا ہی درد ہے۔ جتنے ہمارے میں درد ہے اس سے زیادہ شاید اسکے دلوں میں درد ہے۔ صوبے کیلئے سرزی میں کیلئے یہ ہمارے سرزی میں ہے۔ تو انشاء اللہ اللہ کریکا کہ باراں رحمت بر سے گی۔ ہمیں اپنے اللہ سے امید ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ میرے قائد کی بھرپور کوشش ہے کہ انشاء اللہ مرکز میں اسکے دادا کہتے تھے کہ ہم نے جھوپی پھیلائی ہوئی ہے، جو دے اُسکا بھلا جونہ دے بھی اُسکا بھی بھلا۔ ہم وہ لوگ ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔ جی ملک نعیم صاحب۔

ملک محمد نعیم بازی۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

بلوچستان کے اٹھارہ اضلاع میں خشک سالی سے ایک لاکھ پینتیس ہزار خاندان متاثر ہوئے ہیں۔ ان میں میرا حلقة انتخاب بھی سرفہرست ہے۔ چونکہ خشک سالی سے متاثر ہیں، جن میں کچلاک، بلیلی، نو حصار، اغبرگ، چشمہ اچوزی، رُخنو، پنجپائی اور کوئٹہ کے مختلف علاقوں کے بھی شامل ہیں۔ اسمبلی کے فلور پر اس صوبائی ڈیز اسٹریٹ میجمنٹ اٹھارٹی سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا علاقوں کو بھی آفت زدہ لسٹ میں شامل کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ بس ختم ہو گیا ہے۔ اس طرح ہونا چاہیے۔ جی عبد الرشید صاحب۔
عبد الرشید بلوچ۔ جناب اسپیکر! میرے حلقة ضلع کچ میں جو قحط سالی ہے۔ دیکھیں دیہاتوں میں زیادہ اکثر قحط سالی زیادہ ہوتی ہیں جو شہری علاقوں سے زیادہ ہوتی ہیں، کیونکہ وہاں پانی کا بڑا مسئلہ ہے جب ہم کہتے ہیں کہ یہ خیمد دینا ہے یا ٹینٹ دینا ہے یا کبل دینے سے بہتر ہے کہ لوگوں کی بنیادی مسائلوں پر توجہ دیں۔ اس میں مثال کے طور پر جو ہمارے علاقوں میں روڈ گزرتے ہیں پانی کے، لوگ برتن اٹھا کے وہاں پانی لیتے ہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ روڈ کے اوپر ہر جگہ جہاں آبادی ہے وہاں ٹینکی بنائی جائے اور یہ راشن دینے سے بہتر ہے کہ پانی کے مسئلے پر توجہ دیں، کیونکہ ہمارے علاقوں میں کڑوا پانی ہے۔ وہاں لوگ پانی کیلئے ترس رہے ہیں۔ لہذا قحط سالی کا بنیادی چیز یہ ہوتا ہے کہ بنیادی چیزوں پر ہم اپنا focus رکھیں۔ جیسے کہ آٹا دینا یا چاول دینے سے بہتر ہے کہ بنیادی چیزیں پہلے دے دیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔
جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔ جی۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر حکومتہ سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن)۔ پواسٹ آف آرڈر جناب اسپیکر۔ آپ اسپیکر ہیں جناب! آپ بہتر جانتے ہیں روز آف بنس کو، یہ تین گھنٹے کا ٹائم ہوتا ہے اسے چلانے کا۔ تو کتنے گھنٹے چلاتے ہیں ویسے؟۔

جناب اسپیکر۔ جیسے آپ لوگوں کی مرخصی ہے میں تو آپ لوگوں کیلئے ہوں۔ وزیر حکومتہ سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن۔ ویسے یہ تین گھنٹے ہوتے ہیں ابھی چار گھنٹے تو ہو گئے۔
جناب اسپیکر۔ ویسے ضروری نہیں ہے اسپیکر کو اختیار ہے لیکن یہ کہ ایجنسی کے بہت زیادہ ہیں، مسائل بہت زیادہ ہیں تو میرے میں اگر چلانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ وزیر حکومتہ سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن۔ صحیح ہے۔
جناب اسپیکر۔ جی زینت شاہوی صاحب۔

محترمہ زینت شاہوی۔ **جناب اسپیکر!** بلوچستان شدید خشک سالی کا شکار ہے۔ بلوچستان کے زیادہ تر

لوگ زمیندار ہیں۔ سالوں سے بارشیں نہیں ہونے کی وجہ سے شدید مشکلات کا انکوسا منا ہیں۔ بلوچستان کے جو علاقوں میں وہ شدید خشک سالی کی وجہ سے غذائی قلت کا شکار ہو گئے ہیں۔ نہ صرف انسان بلکہ جانور بھی اس سے متاثر ہو گئے ہیں۔ میں مانتی ہوں کہ حکومت نے بہت سے، میرے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ضیاء، لاگو صاحب بھی، انہوں نے بہت امداد بھیجا ہوا ہے مختلف علاقوں میں لیکن جو بچے ہیں بچوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ نیوٹریشن کا شکار ہو کر بچے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئے ہیں۔ انہوں نے غذائی امداد جو بھیجی ہے ان میں آٹا، چاول وغیرہ ہیں۔ لیکن بچوں کیلئے مثلاً بسکٹ، سیر لیک، دودھ وغیرہ ہوئی چاہیے جو ضروری ادویات ہیں بچوں کے وہ بھیجنی چاہیے۔ اور اسکے علاوہ جو جانور مر ہے ہیں انکے لئے چارہ ہونا چاہیے۔ اور پی ڈی ایم اے کو چاہیے یہ جو ہماری، کل بھی اس پر بحث ہوتی، بہت سے لوگوں نے اپنی suggestions share views کیے ہیں۔ وہ منظر رکھتے ہوئے بلوچستان کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور ایک خصوصی package کا اعلان کیا جائے۔

شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ جی شکریہ۔ میرے خیال میں اس پر کافی بحث ہو گئی ہے۔ اگر حکومتی موقف لے لیں تاکہ اور ایئنڈے پر چلے جائیں۔ اس میں کون منسٹر صاحب؟۔

وزیر محکمہ داخلہ و فتاویٰ امور و پی ڈی ایم اے۔ بـ سُمَّ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح دوستوں نے اپنے خدشات کا اظہار کیا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بلوچستان میں قحط سالی خشک سالی سے بہت زیادہ بلوچستان suffer کر رہا ہے۔ اس کو already Cabinet districts نے قحط زدہ قرار دیئے ہیں۔ تو اسکی minutes میں کچھ مسئلہ تھا۔ آج بھی ہماری میئنگ تھی جس میں سی ایم صاحب نے اپنے آرڈر رز کیے کہ ان چوبیں کے چوبیں اضلاع کو آپ declare کر دیں۔ اور اسکی میئنگ بھی تقریباً، وہ پی ڈی ایم اے کا بورڈ ہے۔ اسکی میئنگ بھی تقریباً تین سال بعد ہوئی ہے۔ ملک صاحب اپوزیشن لیڈر بھی اسکے ممبر ہیں۔ وہ بھی آئے ہوئے تھے۔ ابھی میں گیا تھا حال ہی میں ایک ورکشاپ تھا جس میں این ڈی ایم اے تھا اور United Nation کے لوگ تھے۔ این جی او ذمہ۔ تو ان سب نے اپنا اپنا سروے کیا ہوا تھا۔ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں میری بہن۔ سیمیں ہمارے پاس جو food-items available available تھے۔ فی الحال نہیں ہیں۔ جتنے non-food items available ہیں میرے اپوزیشن کے سارے دوست انکو میں اپنے ساتھ آفس لے گیا ہوں۔ جس جس ڈپٹی کمشنز نے جتنا وہ کیا تھا۔

جناب اسپیکر۔ کوہہ کیا کریں گے لوگوں کو غذا ایت چاہیے۔

میرضیاء اللہانگو (وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے)۔ اس کو ہم لوگوں نے صوبائی حکومت سے بھی request کی ہے اور NDMA بھی ابھی ہمیں بھیج رہی ہے۔ جس طرح انشاء اللہ food items بھی آجائیں گے۔ جس طرح ہم نے non-food items بھیجے ہیں یہ food-items بھی رو انہ کر دیں گے انشاء اللہ۔

جناب اپیکر۔ جی شکر یہ۔ جی منشہ صاحب نے بول دیا ہے یا یہ تم ہو گیا۔ اس کے بعد کریں ناں ابھی اسکو wind-up کر لیتے ہیں۔ آج کے اجلاس کی کارروائی میں بلوچستان میں شدید خشک سالی اور غذا بیت کے بحران کو زیر بحث لا یا گیا ہے، معزز زار اکین اسمبلی نے صوبے میں شدید خشک سالی اور غذا بیت کی بحران پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ اور ان بنیادی مسائل پر قابو اور صوبے میں خشک سالی سے نہ آزمائونے اور غذا بیت کی کمی کو دور کرنے کیلئے اپنی تجویز پیش کیے۔ اور اس بات پر زور دیا کہ صوبے میں حکومت عوام کی بہبود کیلئے تمام ذمہ دار مکھموں کو ہدایت کرے کہ وہ ایسی حکمت عملی مرتب کریں کہ ان نامساعد مسائل کو حل کیا جاسکے۔ اور عوام کی حالت کو بہتر بنایا جاسکے۔ اسکے ساتھ ہی اس موضوع پر بحث کامل ہوئی ہے۔ اب اگلے موضوع کی طرف جانے سے پہلے میرے خیال میں ابھی تین چار گھنٹے ہو گئے ہیں باقی کل رکھ دیتے ہیں۔

نشاء اللہ بلوچ۔ شکر یہ جناب اپیکر! ہم چاہ رہے تھے کہ کیونکہ اسکے بعد ہمارا گیس اور بجلی کا بحران، بعد میں پیر وزگاری کے بحران اور شاید یہ اجلاس جمعہ تک چلے۔ میرا چھوٹا سا ایک تجویز ہے دوستوں کی جانب سے یہ کا لجزواں پر صرف ہم دو بات کر کے۔

جناب اپیکر۔ میرے خیال میں وہ دو بات نہیں ہو گی پھر لمبی تقریر۔ پھر ہر بندہ بولنا چاہتا ہے۔ لمبی چل جائیگی۔

نشاء اللہ بلوچ۔ چلوٹھک ہے کل کیلئے پھر رکھ دیتے ہیں۔

جناب اپیکر۔ کل کرتے ہیں ایک وہ نرنسگ والا کر لیتے ہیں۔ ایوان کی کارروائی۔ پاکستان نرنسگ کو نسل کے ایک 1973ء کے سیکشن 3، سب سیکشن "K" کے تحت خاتون رکن، بلوچستان صوبائی اسمبلی کا بحیثیت ممبر، پاکستان نرنسگ کو نسل کا انتخاب کیا جانا۔ کوئی رکن اسمبلی تو امداد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت ڈاکٹر ربانہ خان، رکن، بلوچستان صوبائی اسمبلی کو پاکستان نرنسگ کو نسل کا ممبر منتخب کرنے کی بابت تحریک پیش کرے۔

دنیش کمار۔ بہت شکر یہ جناب اپیکر۔ میں دنیش کمار، رکن اسمبلی، تو امداد و انصباط کار بلوچستان صوبائی

اسمبلی محریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ ڈاکٹر ربانہ خان، رکن، بلوچستان صوبائی اسمبلی کو پاکستان نرنسگ کوسل کامبر منتخب کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا ڈاکٹر ربانہ خان رکن، بلوچستان صوبائی اسمبلی کو پاکستان نرنسگ کوسل کامبر منتخب کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ ڈاکٹر ربانہ خان، رکن، بلوچستان صوبائی اسمبلی کو پاکستان نرنسگ کوسل کامبر منتخب کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر۔ مورخہ 28 جنوری 2019ء کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التواء نمبر 1 پر بحث۔ کیونکہ ابھی لوگ تھکے ہوئے ہیں لہذا اس کو گلے اجلاس کیلئے ڈیفر کرتے ہیں۔

اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 1 کیم فروری 2019ء سے پہر تین بجے تک کیلئے ماقول کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 08:00 بجے 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)